اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

The ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ۱/

نمبر ۵۲ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۲۹ء یوم شنبہ مطابق ۲۶ رجب ۱۳۴۷ھ

جلد ۱۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بفضل خدا صحتیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن حضور تاحال نمازیں پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف نہیں لاتے۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر دعوت و تبلیغ کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

محکمہ ریلوے نے ایک اور چوتھی گاڑی امرتسر سے قادیان تک چلائی ہے۔ جو ساڑھے ۱۰ بجے قادیان پہونچتی اور ڈیڑھ بجے واپس روانہ ہو جاتی ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کے متعلق تازہ ڈاکٹری اطلاع یہ ہے کہ فالج کے حملہ سے ہوش و حواس پر جو بُرا اثر پڑا تھا۔ وہ اب نہیں ہے لیکن گردوں کی تکلیف بدستور ہے۔ باوجودیکہ غذا کی بہت قلیل مقدار دی جاتی ہے۔ شریانی دباؤ بہت بڑھا ہوا ہے۔ احباب دعائے صحت جاری رکھیں۔

تبلیغی مشن لنڈن کیلئے خواتین کی مالی قربانی

۱۔ خواتین جماعت احمدیہ ضلع محبوب نگر دکن نے اپنے مقدس امام کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے تبلیغی مشن لنڈن کے مصارف کے لئے زیورات طلائی و نقرئی دئے۔ بعض نے نقد رقم ادا کی۔ جمع شدہ رقم ۲۹ روپے ارسال کر دی گئی ہے۔
میر اسحاق علی وکیل۔ ضلع محبوب نگر۔

۲۔ احمدی خواتین ڈیرہ غازی خاں نے ۲۱ روپے چندہ جمع کیا۔ جو ارسال کر دیا گیا۔
محمد عثمان سکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں۔

۳۔ جماعت احمدیہ جہلم کی خواتین نے لنڈن مشن کے لئے ۲۷۹ روپے چندہ جمع کیا۔ امید ہے تین سو روپے تک رقم جمع ہو جاوے گی۔
شاہ عالم سکرٹری مال جہلم

۴۔ جماعت احمدیہ بھیرہ کی خواتین نے لنڈن مشن کے لئے تیس روپے ادا کئے۔ خادم حسین جنرل سکرٹری بھیرہ

۵۔ خواتین جماعت احمدیہ چکوال نے جلسہ کر کے تیس روپے پندرہ آنے چندہ جمع کیا۔ سید فخر الاسلام سکرٹری چکوال

۶۔ جماعت احمدیہ انبالہ کی خواتین نے جلسہ منعقد کر کے دو سو کے قریب چندہ جمع کیا۔ عبد الرحمٰن امیر جماعت انبالہ

۷۔ انجمن احمدیہ کھتوالی چک نمبر ۳۱۲ کی مستورات نے جلسہ کیا جس میں ایک سیر پختہ نقرئی۔ اور ایک تولہ طلائی زیور اور پندرہ روپے نقد جمع کئے۔
محمد حسین سکرٹری

اخبار احمدیہ

لکھنؤ میں عیسائیوں سے مناظرہ

لکھنؤ میں عیسائیوں نے ایک جلسہ کیا جس میں پادری عبد الحق صاحب کو پنجاب سے بلایا گیا۔ یکم جنوری کو سید ارشد علی صاحب کے ساتھ پادری صاحب مذکور کا مکالمہ ہوا۔ خدا کے فضل سے پادری صاحب مذکور کو انتہائی ذلت اور ناکامی ہوئی۔ سامعین نے احمدیوں کی خدمات اسلامی کا کھلے طور پر اعتراف کیا۔ دوسرے دن چند ہندو و مسلمان معززین سید صاحب کے پاس تشریف لا کر انہیں مبارکباد دی۔ لکھنؤ کا روزانہ اخبار "حقیقت" یکم جنوری کے مناظرہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"جمعہ کی شام کو امین الدولہ پارک میں بہ موجودگی دو ڈھائی سو ہندو و مسلم، عیسائی سامعین پادری عبد الحق اور مولوی سید ارشد علی صاحب احمدی سے ایک دلچسپ مذہبی مناظرہ ہوا جس کو سامعین نے بہت ہی غور و توجہ سے سنا۔ مولوی ارشد علی صاحب احمدی نے پادری صاحب کے اعتراضات کے نہایت مدلل اور پُرزور جوابات دئے۔ جن کا جواب الجواب پادری صاحب کے بس سے باہر ہو گیا"۔ (نامہ نگار)

گجرات میں آریوں سے مناظرہ

آریہ سماج گجرات نے ۲۸ - دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء "ضروری دھرم چرچا" کے عنوان سے ایک اشتہار دیا جس میں لکھا دو بجے دوپہر "آریہ سماج کے مشہور مناظر فاضل عربی جناب پنڈت کالیچرن صاحب" "دنیا کا آئندہ مذہب ویدک دھرم ہوگا" کے عنوان پر لیکچر دیں گے۔ ہر ایک مذہب والے کو اجازت ہے۔ کہ وہ آریہ سماج سے مناظرہ کرے۔ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات نے فوراً ان کے اس چیلنج کو ایک چٹھی کے ذریعہ منظور کر لیا۔ اور لیکچر کے بعد مناظرہ ہونا قرار پایا۔ عین دو بجے آریوں کے مایہ ناز پنڈت "اسمٹہ ریکالی چرن" کا لیکچر شروع ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر بجائے ویدک دھرم کی صداقت کے دلائل پیش کرنے کے قرآن کریم پر ناواجب حملے کئے۔ اور بے موقعہ و محل قرآن کریم کی آیات پڑھ کر پبلک پر اثر ڈالنے کی کوشش کی ہماری طرف سے ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم جواب کے لئے اُٹھے انہوں نے پنڈت مذکور کی عربی دانی کو یہ چیلنج دے کر طشت از بام کر دیا کہ وہ قرآن کریم کی ایک ہی آیت صحیح پڑھ دیں۔ جس کا جواب دینے کی "اسمٹہ ریکالی چرن" کو آخر تک جرأت نہ ہوئی۔ ملک صاحب موصوف نے بتایا۔ عالمگیر مذہب وہی ہو سکتا ہے۔ جو اپنے عالمگیر ہونے کا دعوےٰ بھی کرے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے انّا ارسلناک رحمۃ للعالمین اور انا ارسلناک کافۃ للناس کہہ کر اپنے عالمگیر ہونے کا دعوےٰ پیش کیا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل ویدوں میں لکھا ہے :-

"پرمیشور خود فرماتا ہے۔ کہ ہم نے براہمن، کھشتری، ویش، شودر، ملازم اور عورت وغیرہ اور نیچ سے نیچ درجہ کے شودر وغیرہ لوگوں کے واسطے ویدوں کا ظہور کیا ہے" (ستیارتھ پرکاش باب ۳ دفعہ ۱۱۵)

پھر سمرتی وغیرہ کتابوں میں براہمن کھشتری و ویش ہی کو وید کے پڑھنے کا حق لکھا ہے"۔ (ستیارتھ پرکاش باب ۳ دفعہ ۱۱۵)

اس کے بعد آپ نے کہا۔ عالمگیر مذہب وہی ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے متعلق نہایت اعلےٰ اور اکمل تعلیم دے۔ قرآن کریم نے لہ الاسماء الحسنیٰ کہہ کر خدا تعالےٰ کو تمام کمالات کا جامع اور تمام عیوب سے منزہ قرار دیا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل ویدوں میں خدا کو "فریبی" (رگوید اشٹک ۲۔ انوواک ۳۔ سکت ۴۔ شرتی ۷) اور "لاعلم" ستیارتھ پرکاش باب ۴ دفعہ ۱۳۰ بھومکا ۲۲۳ اور یجروید ۱۹/۲۴) "بیوی" (رگوید اشٹک ۱۔ انوواک ۷۔ سکت ۱۹ شرتی ۸) شکم کی خواہش کرنے والا (یجروید۔ ادھیائے ۲۶۔ منتر ۳) مجسم (رگوید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۹۱۔ منتر ۱۱ و ۱۳) قرار دیا گیا ہے۔ پس ایسا مذہب عالمگیر نہیں ہو سکتا۔ جو منبع ہدےٰ (خدا) کے متعلق ایسی لایعقل تعلیم دے *

تیسرا معیار ملک صاحب نے یہ بیان کیا۔ کہ عالمگیر مذہب وہی ہو سکتا ہے۔ جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہو۔ اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ مگر ویدوں میں نیوگ کی تعلیم اس قدر حیاسوز ہے۔ کہ فطرۃ انسانی اسے دھکے دے رہی ہے۔ پھر عالمگیر مذہب کے لئے یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے متبعین کی عملی زندگی کی رہنمائی کے لئے کوئی نمونہ پیش کرے۔ اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے خدا تعالےٰ نے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے بطور نمونہ پیش کیا۔ مگر اس کے برعکس یہ بھی متحقق نہیں۔ کہ وید کا نزول کس پر ہوا۔ اور ان لوگوں نے کس طرح اس پر عمل کیا۔ تاکہ ہمارے لئے اس پر عمل کرنے میں آسانی ہو۔

غرض ملک صاحب نے ۱۵ منٹ کی مختصر تقریر میں پنڈت "اسمٹہ ریکالی چرن" صاحب کی ایک گھنٹہ کی تقریر کا مسکت اور مدلل جواب دیا۔ جس کا پنڈت صاحب موصوف آخر تک کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور اپنے وقت میں قرآن پر بیہودہ اعتراضات کرتے چلے گئے۔ آپ نے "قرآناً عربیاً" کا ترجمہ "یہ قرآن عربوں کے لئے ہے" کر کے اپنی عربی دانی کا راز فاش کر دیا۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم نے ان کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب دے کر اپنے مطالبات کا جواب طلب کیا۔ مگر پنڈت صاحب موصوف آخر تک جواب نہ دے سکے۔ پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ حتےٰ کہ ایک معزز ہندو وکیل پنڈت صاحب کی تقریر کے دوران میں بول اُٹھے۔ آپ ملک صاحب کے اعتراضات کا جواب کیوں نہیں دیتے مگر پنڈت صاحب معذور تھے۔ الیوم نختم علےٰ افواھھم کے پورے مصداق بن رہے تھے۔ جواب کہاں سے لاتے۔ خدا کے فضل سے ان کو سخت ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اور باوجود ملک صاحب کے چیلنج کے ایک فقرہ بھی عربی میں نہ بول سکے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک

بشیر احمد صادق سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات۔

اعلان نکاح

اپ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب پنچایت افسر مظفر گڑھ ابن جناب چوہدری نصر اللہ خاں صاحب مرحوم کا نکاح آمنہ بیگم صاحبہ بنت جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سیال کے ساتھ دو ہزار مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۹ - دسمبر پڑھا خدا تعالےٰ مبارک کرے *

مورخہ ۲۸ - دسمبر حضرت مولانا شیر علی صاحب نے میرے بھائی صاحبزادہ محمد طیب صاحب پسر حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کابل رضی اللہ عنہ کا نکاح امۃ اللہ بیگم بنت بابو محمد رشید صاحب اسٹیشن ماسٹر سے بعوض مبلغ پانچ سو روپیہ مہر پڑھ کر اعلان فرمایا۔ احباب سے استدعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔ اپنے فضل و کرم سے اس امر کو مبارک بنائے۔ اور اس کا انجام بخیر کرے۔ صاحبزادہ احمد ابو الحسن متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

ترقی

مولوی معصاحب خاں صاحب احمدی جو صدر برگنگ میں اسسٹنٹ سٹلمنٹ افیسر تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت سے ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر ترقی پا گئے ہیں مبارک ہو۔ ڈپٹی صاحب موصوف نہایت جوشیلے اور مخلص احمدی ہیں۔ خاکسار فیاض الدین احمدی متعلم گیرنگ

"الفضل" کے وی پی آتے ہیں

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۵ - دسمبر تا ۳۱ - جنوری کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام ۱۸ - جنوری کا الفضل وی۔ پی ہوگا۔ مہربانی فرما کر وی۔ پی وصول کر لیں۔ جو وی۔ پی انکاری آئیں گے ان کے پرچے تا وصولی قیمت امانت رہیں گے۔ جلسہ کے موقعہ پر امید وصولی کی وجہ سے جنوری کے ابتدائی ہفتے میں وی۔ پی نہیں کئے۔ اس لئے ۳۱ - جنوری تک میعاد بڑھائی گئی۔ اور بعض لوگوں کو ایک ہفتہ پیشتر وی۔ پی پہنچیں گے۔ وہ اطمینان رکھیں۔ کہ حساب کا کھاتہ درست رہیگا۔ منیجر الفضل قادیان

ایک طالب علم کی درخواست

میرپور خاص (سندھ) سے ایک طالب علم نے اخبار "الفضل" پڑھنے کا بہت اشتیاق ظاہر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ نصف قیمت وہ ادا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی دوست بقیہ نصف قیمت بھیجدیں۔ تو اس طالب علم کے نام ایک سال کے لئے اخبار جاری کر دیا جائے۔ جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ ایڈیٹر الفضل کو مطلع فرمائیں *

ولادت

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے میرے گھر دوسرا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالےٰ اسے لمبی عمر عطا کرے۔ اور خادم دین بنائے۔

محمد نواز خاں - قادیان

درخواست دعا

عاجز کی اہلیہ صاحبہ قریباً ایک سال سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب سے التجا ہے۔ کہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ عاجز نیاز احمد نصر اللہ شاہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۵۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۲۸ء کی روئداد

(۲)

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد کی تقریر

مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ

جناب چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کی تقریر کے بعد مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم - اے کی تقریر "مغربی دنیا میں عیسائیت کی موجودہ حالت اور تبلیغ اسلام کے لئے موقعہ" کے موضوع پر تھی۔ آپ نے فرمایا:-

سب سے پہلے میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ مجھے کئی سال کے بعد پھر اس مبارک مجمع میں شمولیت کا موقعہ میسر آیا۔ میں پھر ایک بار اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ مجھے محض اس کے فضل و کرم سے یہ موقعہ ملا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ میں

مغربی دُنیا

سے آیا ہوں۔ بجا طور پر مجھ سے امید کی جاسکتی ہے۔ کہ میں اس دُنیا کے کچھ حالات بیان کروں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ انگلینڈ مغرب میں ہے۔ لیکن یہ خیال کہ جو شخص انگلستان سے آئے وہ ساری مغربی دُنیا کے حالات بیان کر سکتا ہے۔ صحیح نہیں۔ کیونکہ مغرب بہت وسیع ہے۔ جہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں ایک ملک کے لوگ دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتے۔ نہ انہیں آپس میں بہت زیادہ ملنے کا موقعہ میسر آتا ہے بالخصوص ایک ایسے شخص کے متعلق جو انگلستان سے آیا ہو۔ یہ امید رکھنا۔ کہ وہ ساری مغربی دُنیا کے متعلق اپنا مشاہدہ پیش کرے۔ ٹھیک نہیں۔ اس امر میں شبہ نہیں۔ کہ

انگلستان

مغرب میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ میں نے یورپ کے مختلف ممالک جرمنی - بلجیم - ہالینڈ میں جا کر دیکھا ہے۔ اگرچہ وہ سیاسی طور پر انگلستان کو پسند نہ کریں۔ لیکن اس کا ایک رعب ضرور ہے۔ اور یقیناً انگلستان مغرب کا مرکز ہے۔ عیسائیت کی موجودہ حالت کے متعلق مشاہدہ پیش کرنے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ عملی حالت کو پیش کیا جائے۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ان کے عقائد ان کی دینی و مذہبی حالت پر غور کر کے بعض نتائج اخذ کئے جائیں۔

مغربی لوگ

تعلیم میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ وہاں تقریباً سارے لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ اور اکثر لوگ اعلےٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں وہاں اس کے لئے متعدد ایسی مکمل اور صحیح درسگاہیں موجود ہیں۔ کہ مشرق کے لئے اس پہلو میں ان سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے پھر وہ صنعت و حرفت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ خواہ کچھ ہو۔ حکومت یا مشیت ایزدی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ وہ ہر پہلو سے ترقی یافتہ ہیں۔ پھر تجارت لین دین اور عملی معاملات میں وہ تمام مشرقی ممالک پر فوقیت رکھتے ہیں لیکن یہ غلط ہوگا۔ اگر میں انہی پہلوؤں پر مشاہدات کی بنیاد رکھوں۔ وہ

دینی - روحانی اور اخلاقی حالت

میں ابھی بہت ہی پیچھے ہیں۔ چونکہ اور کئی دوست بھی مغرب میں رہ آئے ہیں۔ ممکن ہے۔ وہ میری رائے سے اختلاف رکھتے ہوں۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ ان میں انس و محبت کا مادہ بہت کم ہے۔ مجھے ان کے بچوں سے بھی واسطہ پڑا۔ بوڑھوں اور نوجوانوں سے بھی تعلق رہا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے۔ کہ ان سے خواہ کتنا بھی احسان اور محبت کیوں نہ کی جائے۔ اس کے نتیجہ میں ان کے اندر وہ جذبات پیدا نہیں ہو سکتے۔ جو مشرق میں پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرا

اخلاقی نقص

ان میں حیا کی کمی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ کوئی بھی مشرقی اس بارہ میں مجھ سے اختلاف نہیں کریگا۔ اس برائی کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ لوگ سؤر اور شراب کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ان کا یہ نقص انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اور یہ مرض جرمنی میں انگلستان سے بھی بہت زیادہ ہے۔ وہاں میں نے دیکھا ہے۔ تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے پروفیسروں اور فلاسفروں نے ملکر ایسی سوسائٹی بنائی ہے۔ جو اس امر کی تبلیغ کرتے ہیں کہ لوگ مادر زاد ننگے رہیں۔ اس سوسائٹی کے لوگ خود ننگے رہتے ہیں۔ اور دوسروں کو ننگا رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کا ایک ماہوار رسالہ بھی ہے۔ جس میں مادر زاد ننگے مردوں اور عورتوں کی تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ شراب اور سؤر کے استعمال کا نتیجہ ہے۔ بہرحال وہ لوگ سیاسی - قومی - تعلیمی اور تجارتی پہلوؤں سے بہت ترقی یافتہ اور بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں

اخلاقی کمزوریاں اور دینی بیماریاں

کثرت سے ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ کہ کسی قوم کی عملی حالت کو دیکھ کر ہی اس کے عقائد کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی قوم کی عملی حالت اچھی نہ ہو۔ تو اس کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا جو لوگ مغرب کی خوبیاں پیش کرتے ہیں۔ وہ عام طور پر ایک پہلو کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ اگر مغرب کی ترقی سے یہ نتیجہ نکالا جائے۔ کہ یہ سب عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ یا اسے عیسائیت کے اعلےٰ و ارفع ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جائے تو یہ غلطی ہے۔ کیونکہ گو وہ لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں لیکن جن امور میں وہ ترقی کر رہے ہیں۔ اگر ان کے متعلق عیسائیت نے کوئی ہدایات ہی نہ دی ہوں۔ تو پھر اُن کی ترقی کو عیسائیت کا نتیجہ قرار دینا ایک

خطرناک غلطی

ہے۔ اور یورپ کی ان تحریکوں کی جو ان کی ترقی کا باعث ہوئی ہیں۔ اگر کسی جماعت نے مخالفت کی ہے۔ تو وہ پادری صاحبان ہی کی جماعت ہے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ عیسائیت کے ان نمائندوں نے مذہب کی بنا پر ہر ایسی تحریک کی مخالفت کی ہے۔ پس اگر ان ترقیات سے کوئی عیسائیت کی برتری کا نتیجہ نکالے۔ تو اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ عقل سے بالکل عاری ہے۔ ابتدا میں تو ایسی باتیں کرنے والوں کو مخلص عیسائی سزائیں دیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ ساری ترقیات یورپ نے عیسائیت کی مخالفت میں حاصل کی ہیں۔ مگر مسلمانوں یا

مشرقیوں کی بدقسمتی

ہے۔ کہ جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ وہ مذہب سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ وہاں ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے۔ کہ ہمارے ایک دوست محمد نسیم صاحب ایک ڈنر میں شریک ہوئے۔ اور جب انہوں نے شراب کی بجائے سادہ پانی پیا۔ تو ایک مصری نے کہا۔ کیا موجودہ روشنی کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کی تعلیم پر فریفتہ ہیں۔ اور شراب پینا گناہ سمجھتے ہیں۔ اور ابھی اس جہالت میں مبتلا ہیں۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کر کے ترقی ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ وہ چونکہ مذہب سے عام طور پر ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے یورپ کی ترقی کو دیکھ کر ٹھوکر کھا جاتے ہیں ٭

اس کے بعد میں وہاں کے لوگوں کی

مذہبی لحاظ سے اقسام

بیان کرتا ہوں۔ بعض ان میں سے رومن کیتھولک ہیں۔ گو یہ واقعہ ہے۔ کہ ان کی تعداد دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے لیکن ان کی آواز اس قدر کمزور ہے۔ اور اپنے آپ کو ایسا خفیہ رکھتے ہیں۔ کہ مجھے چار سال میں صرف دو سے واسطہ پڑا ایک مرتبہ ایک بوڑھا اور اس کی بیوی ہمارے پاس سے گذرے اُن سے میں نے بات چیت کی۔ اور کہا۔ کہ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ کہ ایک انسان کو خدا سمجھا جائے۔ اور میں سمجھتا تھا۔ کہ سوسائٹی کے قواعد کے لحاظ سے وہ اس پر بُرا نہیں منائے گا لیکن اس نے کہا۔ میں ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ دوسری ایک ٹائپسٹ عورت ہم نے مشن میں ملازم رکھی تھی۔ ایک نومسلم کا مضمون اسے ٹائپ کرنے کے لئے دیا گیا۔ جس میں ثابت کیا گیا تھا۔ کہ مسیح خدا نہیں تھا جب اس نے اسے دیکھا۔ تو اس کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور اس نے صاف کہدیا۔ کہ میں یہ ٹائپ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ کفر ہے۔ اور میں کام چھوڑ دیتی ہوں۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ واقعی بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو مسیح کو خدا سمجھتے ہیں مگر ان کی آواز بے حد کمزور ہے ٭

دوسری قسم کے لوگ

آزاد خیال ہیں۔ وہ صرف یہ مانتے ہیں۔ کہ مسیح ایک کامل انسان یا رسول تھا۔ لیکن یہ عقائد کہ گناہ انسان کی فطرت میں ہے۔ یا کفارہ۔ یا یہ کہ غیر عیسائی جہنمی ہیں۔ غلط محض ہیں۔ بڑے بڑے لوگ۔ مثلاً اخبار نویس یا مصنف وغیرہ عام طور پر اسی عقیدہ کے ہیں۔ اور ان کا بہت زور ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ایک لارڈ نے ایک دفعہ کہا تھا۔ کہ اگر آج سے پچاس سال قبل ایسے لوگ ہوتے۔ تو وہ یقیناً سنگسار کر دئے جاتے۔ مگر اب اکثر تعلیم یافتہ لوگ اس طرف مائل ہو رہے ہیں ٭

تیسرا فرقہ

دہریہ یا مادہ پرستوں کا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ کھاؤ پیو عیش کرو اور کسی کی پرواہ نہ کرو۔ میرا خیال ہے۔ عیسائیت کے غلط عقائد کی وجہ سے یہ فرقہ پیدا ہوا ہے ٭

چوتھا گروہ

صلح کل لوگوں کا ہے۔ وہ اپنے ہاں بلا کر اس بات پر بھی تقریریں کراتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالےٰ کے رسول تھے۔ مگر مسیح ان سے افضل ہے۔

پانچواں گروہ

مبلغین یا پادریوں کا ہے۔ ان لوگوں کا گزارہ ہی در اصل عیسائیت پر ہے۔ وہ ہمیشہ اندرونی کمزوریوں کو چھپانے اور دوسروں کے عیوب کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ ایسی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ کہ ایران افغانستان ترکستان غرضیکہ تمام ملک عیسائیت کے بہت قریب آ رہے ہیں۔ اور اس طرح اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس گروہ پر

احمدیت کا بہت بڑا رعب

ہے۔ ایک بہت بڑے مبلغ کو میں نے ایک کتاب "احمدیت یا حقیقی اسلام" مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ریویو کے لئے دی۔ جس کو پڑھکر اُس نے کہا۔ کہ اس میں جو باتیں لکھی گئی ہیں۔ وہ تو بہت عمدہ اور درست ہیں۔ مگر یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام تو وہ ہے۔ جو ترکستان اور ایران وغیرہ ممالک میں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسلامی سلطنتیں ہیں ٭

مسلمان کہلانے والی سلطنتوں میں اسلام

کی جو حالت ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایک مرتبہ میں البانیہ گیا۔ وہاں کے نوجوان طبقہ نے میرے پاس آ کر شکایت کی۔ کہ ملا نے ایسے لایعنی عقائد ہم سے منواتے ہیں۔ جنہیں عقل بالکل قبول نہیں کرتی۔ مثلاً وہ کہتے ہیں۔ سوٗر نہیں کھانا چاہیئے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ سوٗر نے آ کر بیت اللہ کی دیوار سے بدن رگڑا۔ تو اس کا وہ پہلو حرام ہو گیا۔ لیکن لوگ بھول گئے۔ کہ کونسا پہلو تھا۔ اس لئے سارا ہی حرام ہو گیا ہے۔ اسی طرح اور بھی ایسی ہی لایعنی باتیں پیش کرتے ہیں ٭

دوسری طرف ملا نے میرے پاس آئے۔ کہ آپ ہی ان لوگوں کو سمجھائیں۔ ہماری تو یہ نہیں مانتے۔ ان نوجوانوں میں اسلام کے لئے غیرت تھی۔ مگر اسلام کو ان کے سامنے ٹھیک طور پر پیش نہیں کیا گیا تھا۔ عیسائی مبلغین اس قسم کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ عیسائی پبلک عیسائیت سے بیزار ہو چکی ہے۔ اور وہ اسے ایک کامیاب مذہب یقین نہیں کرتی ٭

ستمبر گذشتہ میں مَیں

جنیوا کانفرنس

میں شامل ہوا۔ جہاں تمھاری دنیا کے نمائندے جمع ہو کر یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ تمام دنیا میں امن قائم کیا جائے۔ اور تمام مذاہب سے صلح و آشتی کی تعلیم دے کر اس سے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے مدد لی جائے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں وہ ایک بڑے پیمانہ پر کانفرنس کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں ایک

بہت عجیب بات

میرے سننے میں آئی۔ جرمنی کا ایک مبلغ جس نے پندرہ سال تک ہندوستان میں تبلیغ عیسائیت کی تھی۔ نہایت دردبھری آواز اور رقت سے کہنے لگا۔ یورپ کے رہنے والے ہندوستان میں مبلغ بھیجتے ہیں۔ کہ ان کو عیسائی بنالیں۔ مگر میں وہاں سے آیا ہوں۔ اور عیسائیت کا مبلغ تو کجا اب میں عیسائی بھی نہیں رہا۔ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جسے ہم ان لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں۔ ہمیں ایک ایسے روحانی پیشوا کی ضرورت ہے جو آ کر امن قائم کرائے ٭

اس کی اس تقریر پر دوسرے پادری چیں بہ جبیں ہو رہے تھے۔ مگر اس نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور صاف کہہ دیا۔ کہ پندرہ سال کی محنت شاقہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ عیسائیت دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور دنیا میں

امن کے قیام کی ایک ہی صورت

ہے۔ کہ کوئی خدا کی طرف سے آئے۔ ایک عیسائی مبلغ کی یہ شہادت جو اس نے دنیا کے مذہبی نمائندوں کے سامنے پیش کی ہرگز نظر انداز نہیں کی جا سکتی ٭

اسی طرح

ایک اور واقعہ

ہے۔ ایک بہت امیر و کبیر آدمی جیمس وائٹ نامی جو اتنا بڑا آدمی تھا۔ کہ اس نے بادشاہ اور شاہی خاندان کے افراد کو گھر میں بُلا کر دعوتیں دیں۔ اور اپنی سپیشل ٹرینیں چلائیں جو کئی ایک بنکوں اور فرموں کا ڈائرکٹر تھا۔ اس نے خودکشی کر لی۔ اور وصیت میں لکھا۔ کہ ہم مشین بننے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ اور میں نہیں سمجھتا۔ کہ جس مقصد کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ اسے میں حاصل کر رہا ہوں۔ اس لئے میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا۔ ممکن ہے۔ اس کی خودکشی کے اور بھی وجوہات ہوں۔ مگر ہمیں اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ عیسائیت ان کو مطمئن نہیں کر سکتی۔ افسوس ہے۔ کہ جو نوجوان یہاں سے یورپ جاتے ہیں۔ وہ اندھا دھند ان کی تقلید شروع کر دیتے ہیں بیشک ان میں بعض خوبیاں ہیں۔ لیکن دینی اور اخلاقی لحاظ سے وہ بالکل کھوکھلے ہیں۔ پس جب تک ان لوگوں کو روحانیت کا علم نہیں ہوتا۔ وہ اپنے ہاتھ سے ہی پگھلتے جائیں گے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیشگوئی کہ دجال خود بخود پگھل جائے گا۔ پوری ہو جائے گی۔ الا ماشاء اللہ۔ وہ لوگ جو احمدی ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ ان لوگوں کو مسیح سے محبت ہے۔ ملک سے محبت ہے۔ مگر ان کے پاس مذہب کوئی نہیں ہے۔ یہ ہمارا کام ہے۔ کہ ایسا نمونہ ان کے سامنے پیش کریں کہ وہ خود بخود کھنچے ہوئے چلے آئیں۔ موجودہ موقعہ سے بڑھکر کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا۔ جنیوا کانفرنس والی تقریر اور جیمس وائٹ کی خودکشی کا معاملہ۔ اسی طرح اور بھی مضامین جو اخباروں میں نکلتے رہتے ہیں کہ اگر مسیح پہلے کبھی دنیا میں آیا تھا۔ تو آج بھی اسے ضرور آنا چاہیئے۔ میں ان مضامین کو پڑھتا تھا۔ اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مصرعہ یاد آ جاتا تھا۔

> اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

یا یہ۔ کہ

> وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
> میں نہ آتا۔ تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس اگر ہم انہیں نہ بتائیں۔ کہ مسیح آ چکا ہے۔ تو ہم قابلِ مواخذہ ہونگے۔ یورپ کے ہر گوشہ میں آج

مسیح کے لئے پکار

ہو رہی ہے۔ میں ایک بار برٹش میوزیم میں بیٹھا ایک مضمون لکھ رہا تھا۔ وہاں ایک کتاب میں مینے یہ دعائیہ الفاظ دیکھے۔ کہ اگر دنیا میں کبھی مسیح کی ضرورت تھی۔ تو آج بھی ہے۔ اور اس میں مسیح کو مخاطب کرکے دعا کی گئی تھی۔ کہ آ ہم ننگے ہیں۔ ہمیں کپڑے دے۔ ہم بھوکے ہیں ہمیں کھانا دے۔ مینے وہیں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ کہ اے خدا ایسے لوگوں کو میرے پاس بھیج۔ تا وہ اطمینان قلب حاصل کر سکیں۔ ایک شخص جو رائل ایشیاٹک سوسائٹی کا ممبر تھا۔ ہمارے پاس آیا۔ اور بالآخر مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا۔ کہ ابھی میرے اسلام کو ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ میرے ماں باپ بوڑھے ہیں۔ اگر انہیں پتہ لگ گیا۔ تو وہ غم سے مر جائیں گے۔ لیکن جب وہ گھر گیا۔ تو اس سے نہ رہا گیا۔ اور اس نے اسلام کی خوبیاں بیان کرنی شروع کر دیں۔

حضرت مسیح موعود کے کلام کا ان لوگوں پر جو مغرب کے رہنے والے ہیں۔ جہاں اتنے نبی مبعوث نہیں ہوئے۔ جتنے ایشیا میں۔ خاص اثر ہوتا ہے۔ کئی ایک نے کہا۔ کہ مسیح موعود کا پیغام ایک پانی ہے۔ جو زندگی بخشتا ہے۔ پس اگر اس حالت تشنگی کے ہوتے ہوئے ہم کوتاہی کرتے ہیں۔ تو کس قدر قابل مواخذہ ہوں گے۔ ایسی سنگلاخ زمین میں ایسی ارواح کے پیدا ہونے سے بڑھکر تبلیغ اسلام کے لئے اور کیا موقعہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے بھیجا تھا اس لئے خود ایسی روحیں پیدا کر رہا ہے۔ جو کہتی ہیں۔ کہ اس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ ایک دوست نے پوچھا ہے۔ کہ تمہارے قیام لندن میں

کتنے لوگ مسلمان ہوئے

اس کا جواب یہی ہے۔ کہ اس سے زیادہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کئے تھے۔ مسیح کے نازک وقت میں اس کے ایک ایک حواری نے ان کا انکار کیا۔ اور سب انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام واپس آئے۔ تو وہ مانتے ہی نہیں تھے۔ کہ یہ وہی مسیح ہے۔ لیکن ہمارے نو مسلموں کا خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ حال نہیں۔ وہ نہایت

اعلیٰ اخلاص کا نمونہ

دکھا رہے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور ایک ان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم

بکوشید اے جواناں تا بدیں ہمت شود پیدا

نہایت خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا۔ وہاں سخت مشکلات ہیں۔ اور جو لوگ یہاں سے وہاں جاتے ہیں۔ ان پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے۔

پس ایسے لوگوں میں روحانیت کے اعلیٰ معیار اور جوق در جوق داخل اسلام ہو جانے کی امید خلاف عقل ہے کیونکہ اگر ترقی جلد ہو۔ تو وہ زائل بھی جلد ہو جایا کرتی ہے ؁

گاندھی جی نہرو رپورٹ کی حمائت میں

گاندھی جی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنی انتہائی نفرت و حقارت کا اظہار کرتے ہوئے اسے شیطانی حکومت کہا کرتے تھے لیکن اب نہرو رپورٹ کی حمائت میں کھڑے ہو کر انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہتے تھے۔ محض مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور گورنمنٹ کے خلاف بھڑکانے کے لئے تھا۔ کیونکہ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ نہرو رپورٹ کے رو سے ہندو تمام سیاسی اور ملکی معاملات پر قبضہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تو انہوں نے بڑی خوشی سے حکومت برطانیہ کے ماتحت حکومت حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔

کیا اب گاندھی جی کے نزدیک حکومت برطانیہ شیطانی حکومت نہیں رہی۔ کہ انہوں نے پوری آزادی حاصل کرنے کی بجائے اس کی ماتحتی میں حکومت حاصل کرنا اپنا مقصد قرار دے لیا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ گاندھی جی اور دوسرے ہندو لیڈروں نے اپنی چالاکی سے مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا کر دئے ہیں جو ہر حالت میں گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو شور و شر مچانے کا کوئی فائدہ پہونچے یا نہ پہونچے۔ لیکن ہندو یہ فائدہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ کہ حکومت کے ماتحت رہنے کا اقرار کرکے اپنے مطالبات منوا لیں گے ایسی چالبازی میں گاندھی جی ایسے انسان کا بھی شامل ہو جانا نہایت ہی افسوسناک ہے ؁

ہندو اور ذبیحہ گائے

ایک طاقتور اور مضبوط قوم کو خوش کرنے کے لئے بے کس اور کمزور قوم خواہ کتنی بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جائے اس سے اس کی وقعت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ اور نہ اسے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ بلکہ وہ اور زیادہ ذلیل سمجھی جاتی ہے اور اس کے پیشکش کو اس کے منہ پر دے مارا جاتا ہے۔ آج کل یہی حالت مسلمانوں کی ہو رہی ہے۔ وہ ہندوؤں کو خوش کرنے اور ان کی رضا جوئی کے لئے اپنی قومی اور مذہبی روایات کو کچل کچل کر باتیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہندو ان کی طرف متوجہ ہونا بھی اپنی ہتک سمجھتے اور انہیں پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ انہیں اتنا بھی گوارا نہیں۔ کہ مسلمان اپنے کسی بڑے سے بڑے حق سے دست بردار ہو کر ہندوؤں کی خوشنودی مزاج کے متوقع ہوں۔

مسلمانوں کو ذبیحہ گائے کے حق سے محروم کرنے کے لئے ہندو جو کچھ کرتے رہتے ہیں۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب حال میں سر آغا خاں نے مسلم کانفرنس دہلی کی صدارت کے فرائض ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کو ہدایت کی۔ کہ انہیں گائے ذبح کرنے سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ تو اس پر ہندوؤں کا اخبار "ملاپ" (۲ر جنوری) لکھتا ہے۔

"سر آغا خاں نے ہندوؤں کو بدھو بنانے کے لئے اپنی تقریر میں یہ کہدیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو گئو کشی چھوڑ دینی چاہیئے۔ ممکن ہے۔ ہندو اس پر خوش ہو جائیں۔ لیکن ہم تو اسے محض چالاکی سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے مزید رعایات دینے کا ایک چال خیال کرتے ہیں۔ ورنہ ایسے لوگوں کی طرف سے اس قسم کی باتیں نکلنے کا دوسرا اور کوئی مطلب ہو ہی نہیں سکتا"

معلوم نہیں ہندوؤں نے مسلمانوں کو کونسی رعایات دے رکھی ہیں۔ کہ ذبیحہ گائے سے دست بردار ہونے کو "مزید رعایات دینے کا ایک چال خیال کرتے ہیں" اصل بات یہی ہے۔ کہ ہندوؤں کو اپنی طاقت کا گھمنڈ ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اپنی طاقت کے زور سے مجبور کرکے ہر ایک بات منوائیں۔

جن لوگوں کی یہ ذہنیت ہو۔ ان سے مسلمانوں کی سی قلیل اور کمزور قوم کو جس قدر خطرات ہو سکتے ہیں۔ وہ ظاہر ہیں ؁

ہندوؤں کی اپنی تعداد میں اضافہ کرنیکی کوشش

مسلمانان ہند کی حالت بھی نہایت قابل رحم ہے۔ ہندو قوم نے اپنی ہوشیاری سے انہیں ایسے رستے پر لگا دیا ہے۔ کہ انہیں اپنی سود و بہبود کی طرف توجہ کرنے کا خیال کبھی خواب میں بھی نہیں آیا ہوگا۔ مسلمان رہنما معمولی معمولی سیاسی و مذہبی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے سے الجھ رہے اور خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ لیکن ہندو ہیں کہ مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے سیاسی کاموں میں نہایت سرگرمی کے ساتھ حصہ لینے کے علاوہ اپنے حقیقی مقصد اور قومی مفاد کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے۔ اور برابر اپنی تعداد کو بڑھانے کیلئے مسلسل اور پیہم کوشش کر رہے ہیں۔ ان لاتعداد خبروں میں سے جو ہر ہندو اخبار کی ہر اشاعت میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ہم صرف آریہ گزٹ (۵ر دسمبر) میں مندرجہ ایک خبر پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ جو بتاتی ہے۔

"حال ہی میں پالم پور سے خبر آئی ہے۔ کہ مہاشہ رام دیو جی اور مہاشہ موہن لال جی نے ۲۱۲ ڈوموں کو ویدک دھرم میں شامل کیا ہے۔ ۲۰ر نومبر کو پنڈت چمنداس جی اپدیشک منڈل نے ۲۰ بھنجڑوں کو شدھ کیا"

تمام ہندو قوم کی سرگرمیوں کا تو خیر ذکر ہی چھوڑیئے۔ کیا مسلمان سالہا سال کی کوششوں کے نتیجہ میں کوئی ایسی کارگزاری پیش کر سکتے ہیں۔ جو ہندو قوم کے ان تین افراد کے اس ٹھوس کام کا مقابلہ کر سکے ہندو اگر اپنے مذہب کی ممانعت اور سخت احکام کے ہوتے ہوئے آج اپنی تعداد میں اضافہ کرنا ازبس ضروری سمجھتے ہیں۔ تو مسلمان جن پر تبلیغ اسلام بطور فرض عائد کی گئی ہے۔ دنیاوی نقصانات کے علاوہ اس تغافل و لاپرواہی کا خدائے قدوس کے دربار میں کیا جواب دینگے؟

ہم تحدیث نعمت کے طور پر اظہار کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے مقدور بھر کوشش کر رہی ہے۔ جس کے بہت اچھے نتائج رونما ہو رہے ہیں۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ دوسرے مسلمان بھی اس طرف متوجہ ہوں۔ اور احمدی مبلغین کی ہر طرح امداد کرنا اپنا فرض سمجھیں ؁

"شدھی سماچار" کا فتنہ انگیز اور شرارت پسند ایڈیٹر دیپ شرچدانند کلکتہ سے گرفتار کرکے دہلی لایا گیا ہے۔ تا کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ آریوں نے اس کی گرفتاری سے قبل ہی اس کی حمائت میں مضامین لکھنے اور اس کے نہایت دل آزار مضمون کو "نیک نیتی پر مبنی" قرار دینے کی کوشش شروع کردی تھی۔ اور اب اس کی گرفتاری کو "گورنمنٹ کی غلطی" قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" (یکم جنوری ۱۹۲۹ء) لکھتا ہے
"گورنمنٹ کو پرانا تجربہ ہے۔ پھر بھی وہ نئی غلطی کرنے کے لئے تیار ہوگئی ہے۔ اس پر جتنا افسوس کیا جائے اتنا ہی تھوڑا ہے"۔

بلاشبہ گورنمنٹ کو یہ پرانا تجربہ ہے۔ کہ آریہ اس قسم کی شرارتیں کئی بار کرچکے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے گرفتار کرنے اور مقدمہ چلانے سے ان کے فتنہ انگیز رویہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ کاش گورنمنٹ اس شرارت کا سد باب کرنے کیلئے کوئی زیادہ موثر طریق اختیار کرے۔ تا آریوں کو یہ کہنے کی ضرورت نہ رہے۔ کہ گورنمنٹ "نئی غلطی کرنے کے لئے تیار ہوگئی ہے"۔

آریہ صاحبان اپنے "سوامی چدانند" کو بے گناہ قرار دیں یا اس کے جرم کو ہلکا ثابت کرنے کی خواہ کتنی کوشش کریں لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ چدانند نے ایسی حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔ جو امن پسند ہندوؤں کے نزدیک بھی بہت بڑی شرارت اور فتنہ انگیزی ہے۔ چنانچہ امرتسر کا اخبار "رشی" (۲۴ دسمبر) لکھتا ہے۔
"اس وقت جبکہ تمام اقوام ایک دوسرے سے میل ملاپ اور اتفاق بڑھا رہی ہیں۔ آریہ سماجی دوست فرقہ وارانہ فسادات کی دبی ہوئی آگ دوبارہ بھڑکا رہے ہیں۔ نہ معلوم ان شرارت پسندوں کو خلقت خدا کو بد امنی میں ڈال کر کیا آنند آتا ہے۔ رسالہ شدھی سماچار دہلی میں بانی اسلام جناب حضرت محمد صلعم کی پاک ذات پر کمینے حملے کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ کوئی شریف بھی اسے دیکھ کر غصہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تمام واقعات توڑ مروڑ کر شائع کئے گئے ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ جلد متوجہ ہو۔ اور شرارتیوں کو ان کے کئے کا مزہ چکھا کر آئندہ ایسی شرارتوں کا خاتمہ کردے"۔

ہم معاصر "رشی" کے ممنون ہیں۔ کہ اس نے انصاف اور حق پسندی سے کام لے کر "شدھی سماچار" کی خرافات کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کیا ہے۔ اور اب جبکہ گورنمنٹ اس شرارت کی طرف متوجہ ہوگئی ہے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیئے جرم کی شدت کا اندازہ لگاتے ہوئے معاصر "رشی" کی رائے کو خاص وقعت دی جائے گی۔ جب شریف طبع غیر مسلموں کے نزدیک بھی "شدھی سماچار" کا مضمون اس درجہ امن شکن ہے تو مسلمانوں کے لئے کس قدر دل آزار ہوگا۔

"پیغام صلح" نے اپنے ۱۱ر دسمبر کے پرچہ میں "اپنی قوم" کا ذکر جن الفاظ میں کیا ہے۔ انہیں پڑھکر ہمارے دل میں ان لوگوں کے متعلق ہمدردی اور رحم کے خاص جذبات پیدا ہوگئے ہیں۔

پیغام لکھتا ہے:۔
"قوم اس وقت نہایت نازک مراحل میں سے گذر رہی ہے۔ نہ صرف مالی اور اقتصادی پہلوؤں سے ہماری حالت آج اس درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ کہ اس پر زیادہ دیر قائم رہنا قوم کے لئے ہلاکت کا موجب ہے۔ بلکہ ہمارا نظام قومی اور طریق کار بھی چنداں اطمینان بخش اور دیرپا نہیں۔ ہمارے باہمی تعلقات روز بروز مضبوط ہونے کے بجائے کمزور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ وہ محبت اور اخوت جو مسیح موعود کے زمانہ میں نظر آتی تھی۔ اب موجود نہیں۔ ہماری آئندہ نسلیں دین سے بے گانہ اور سلسلہ سے عملاً الگ ہیں۔ ہماری وہ برادریاں جن کی بنیاد آبائی رشتوں اور تعلقات پر ہے۔ ایسے رسوم و رواج میں منہمک ہیں۔ جو نہ صرف ان کی تباہی کا موجب ہیں بلکہ ہمیں بھی دن بدن تباہی کی طرف لے جارہی ہیں"۔

"مالی اور اقتصادی پہلوؤں سے" غیر مبایعین کی جو حالت ہے۔ اس کے متعلق تو افسوس کہ ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ لیکن "نظام قومی اور طریق کار" کی نسبت خلوص قلب سے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں نے خود تجویز کردہ "نظام قومی اور طریق کار" کا کافی تجربہ کرلیا ہے۔ اور ان پر واضح ہوگیا کہ یہ "اطمینان بخش اور دیرپا نہیں"۔ اب انہیں چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بنائے ہوئے "نظام قومی اور طریق کار" پر عمل پیرا ہوں۔ جس کا خلافت اولیٰ کے زمانہ میں وہ مسلسل چھ سال تجربہ بھی کرچکے ہیں۔

ابھی وقت ہے کہ ہمارے غیر مبایع بھائی اس مقام کی طرف لوٹیں۔ جہاں سے بھاگے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح اپنی آئندہ نسلوں کو دین سے منحرف ہونے سے بچالیں۔ ورنہ جب ان کی جگہ ان کی وہ نسلیں لے لینگی۔ جن کے متعلق صاف طور پر انہیں اعتراف ہے۔ کہ "دین سے بیگانہ اور سلسلہ سے عملاً الگ ہیں" تو پھر کوئی چارہ کار باقی نہ رہیگا۔

کاش یہ لوگ اپنی ضد و کینہ سے الگ ہوکر غور کریں۔ تا انہیں معلوم ہوجائے۔ کہ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم پر قائم رہتے۔ تو اس حالت کو نہ پہونچتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کامیابی کا حقیقی رستہ بتانے آئے تھے۔ پھر کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ اس رستہ پر چلنے والے "دن بدن تباہی کی طرف" جارہے ہوں؟

غیر مبایع اصحاب اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ کا نبی نہیں مانتے۔ لیکن آپ کے مجدد اعظم ہونے کا تو ابھی تک اقرار کرتے ہیں۔ اسی لحاظ سے ہم پوچھتے ہیں۔ کیا بہت بڑے مجدد کی قوت قدسی کا یہی نتیجہ ہونا چاہیئے۔ جو "پیغام صلح" کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ "پیغام" ایک طرف تو "نظام قومی اور طریق کار" کے "اطمینان بخش اور دیرپا" نہ ہونے کا رونا رو رہا ہے۔ دوسری طرف باہمی تعلقات کے روز بروز کمزور ہوتے جانے کا ماتم کررہا ہے۔ پھر حضرت "مسیح موعود کے زمانہ" کی "محبت اور اخوۃ" کے موجود نہ ہونے کا شکوہ کرتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ "آئندہ نسلیں دین سے بیگانہ اور سلسلہ سے عملاً الگ ہیں"۔ کا بالکل صاف لفظوں میں اقرار کررہا ہے۔

کیا جو لوگ خود ایسے عبرتناک حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ اور جن کی اپنی نسلوں کی یہ حالت ہے۔ وہ دنیا کی اصلاح کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔ اور دنیا میں اشاعت اسلام کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو انہیں سوچنا چاہیئے۔ اپنی انجمن کا نام "اشاعت اسلام" رکھ لینے سے انہیں کچھ نہیں حاصل ہوسکتا۔ اگر وہ اسلام کی کچھ خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ "نظام قومی" اور آپ کے تجویز فرمودہ "طریق کار" کے مطابق کام کریں ورنہ وہ وقت دور نہیں۔ جب انہیں اپنی اور اپنی نسلوں کی حالت پر اس سے بھی زیادہ بلند آہنگی کے ساتھ ماتم کرنا پڑے۔

"پیغام صلح" نے اپنی مذکورہ بالا حالت زار پیش کرکے اپنے سالانہ جلسہ پر اس کی اصلاح کی تجاویز سوچنے کے لئے اپنے ہم خیالوں کو جمع ہونے کی دعوۃ دی تھی۔ مگر اس جلسہ میں جو افسوسناک ہنگامہ آرائی خواجہ صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب کی پارٹیوں میں ہوئی۔ اور جس خلاف تہذیب طریق سے انہوں نے آپس میں تو تو میں میں کی ۔ اس سے ظاہر ہوگیا۔ کہ مرض لاعلاج حد تک پہنچ گیا ہے۔ اگر پیغام صلح نے جرات سے کام لیکر اس "مجلس مشاورت" کی صحیح صحیح روئداد شائع کی۔ جو خواجہ کمال الدین کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اور جس میں ملک محمد امین صاحب ایم۔ اے سب سے زیادہ جوشیلی تقریر کرنے والے تھے۔ تو سب کو معلوم ہوجائیگا۔ کہ حالات اس سے بہت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از جناب میر محمد اسماعیل صاحب سونی پت)

واللہ میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا

جبار رضؓ نام ایک صحابی اپنے مسلمان ہونے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں۔ میں نے کفر کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک مسلمان کو نیزہ مارا۔ وہ نیزہ اس کے جسم کے پار ہوگیا۔ اور وہ مسلمان وہیں مر گیا۔ مگر نیزہ کھاتے ہی مرتے ہوئے اس کے منہ سے یہ کلمے نکلے۔ کہ "کعبہ کے رب کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہونچ گیا"۔ میں سُنکر حیران ہوا۔ کہ یہ اس نے کیا کہا۔ پھر میں نے اور لوگوں سے اس کا مطلب پوچھا۔ اور سوال کیا۔ کہ ایک دن جب میں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ اور اس پر کامیاب ہوگیا تو مرنے والا اُلٹا کہنے لگا۔ کہ کامیاب میں ہوا۔ یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں شہید ہوگیا۔ اور خدا کے راستہ میں جان دینے کی سعادت مجھے مل گئی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہے۔ یہ سنکر میرے دل پر اس بات کا نہایت ہی گہرا اثر ہوا۔ اور یہی بات میرے اسلام قبول کرنے کا باعث ہوگئی۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

آنحضرتؐ کے ایک صحابی تھے خزیمہؓ نام۔ یہ آنحضرتؐ کے دعوےٰ نبوت سے پہلے تجارت کے لئے نکلے۔ اور اسی قافلہ کے ساتھ مل گئے جس میں آنحضرت حضرت خدیجہ کا مال لے کر تجارت کے لئے جا رہے تھے۔ اس سفر میں خزیمہؓ کو آنحضرتؐ کے حالات اور عادات دیکھنے کا خوب موقعہ ملا۔ آخر ایک دن انہوں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمدؐ! میں آپؐ میں ایسی عمدہ خصلتیں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا خیال ہے۔ کہ آپؐ ہی وُہ نبی ہیں۔ جو عرب کی سرزمین سے پیدا ہونگے۔ میں آپؐ کی تصدیق کرونگا۔ اور جب آپؐ دعوےٰ کریں گے۔ تو آپ کے پاس حاضر ہو جاؤنگا۔ یہ خزیمہؓ پھر سالہا سال آپؐ سے نہیں ملے۔ فتح مکہ کے بعد وہ مسلمان ہو کر حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے ان کو دیکھکر فرمایا۔ "خوش آمدید اے سب سے پہلے مہاجر" خزیمہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں حاضر ہونے سے اس واسطے نہیں رکا۔ کہ مجھے کوئی شُبہ تھا۔ یا وہ بات جو میں نے آپ سے کہی تھی۔ اس سے برگشتہ ہوگیا تھا۔ بلکہ میں تو آپ کو برابر مانتا تھا۔ اور قرآن پر یقین رکھتا تھا۔ اور بتوں کا منکر ہوگیا تھا۔ مگر بات یہ ہوئی۔ کہ ہمارے ملک میں پے درپے ایسے قحط پڑے۔ کہ میں نکل نہ سکا۔

اسلام کے لئے فقیری اختیار کی (رکھ؟)

مصعبؓ بن زبیر صحابی کا خاندان بہت امیر تھا۔ وہ مکہ کے رہنے والے تھے۔ خود وہ نہایت اعلےٰ درجہ کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اور امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح جب گھر سے باہر نکلتے۔ تو بڑے ٹھاٹھ اور بانکپن کے ساتھ۔ جب آنحضرتؐ نے اسلام کی منادی کی۔ تو خدا نے ان پر بھی فضل کیا۔ اور وہ مسلمان ہوگئے۔ ان کی ساری برادری اور قوم پھر تو ان کی دشمن ہوگئی اور وہ سب امیری ٹھاٹھ خاک میں مل گئے۔ ایک دن آنحضرتؐ نے ان کو اس حال میں دیکھا۔ کہ صرف ایک پُرانی چادر ان کے بدن پر تھی۔ اور اس میں بھی کئی پیوند چمڑے کے لگے ہوئے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آپؐ کو ان کا وُہ زمانہ بھی یاد آگیا جب وہ امیرانہ حالت میں رہا کرتے تھے۔ اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

خُدا کا عاشق

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے پچھلی رات کے وقت دیکھا۔ کہ آنحضرتؐ اپنی جگہ سے غائب ہیں۔ اٹھ کر ادھر اُدھر تلاش کیا۔ کہیں پتہ نہ لگا۔ وہ باہر نکلیں۔ اور دیکھتے دیکھتے قبرستان تک پہونچ گئیں۔ وہاں کیا دیکھتی ہیں۔ کہ آنحضرت زمین پر چادر کی طرح پڑے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے یہ فرما رہے ہیں۔ کہ سجدلک روحی وجنانی (یعنی میری جان و دل تیرے آگے سجدے میں گرے ہوئے ہیں) حضرت عائشہؓ یہ حالت دیکھکر دبے پاؤں وہاں سے چلی آئیں۔ آنحضرت کی یہی عشق کی حالت دیکھ کر مکہ کے کافر بھی کہا کرتے تھے۔ کہ عشق محمد ربہٗ۔ یعنی محمدؐ تو اپنے خُدا کے عشق میں دیوانہ ہو رہا ہے۔ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم

(یہ واقعہ حضرت مسیح موعود کی زبان سے سُننے میں آیا ہے)

آپؐ کی سخاوت اور احسان

صفوان نامی ایک شخص مکہ کے شرفا میں سے تھے۔ وہ فتح مکہ تک آپؐ کے سخت دشمن تھے۔ جب مکہ فتح ہوگیا۔ تو اس کے کچھ دن بعد وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مسلمان ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے مجھے مال دینا شروع کیا۔ اور اتنا دیا۔ کہ میرے دل سے آپؐ کی سب دشمنی نکل گئی۔ پھر آپؐ مجھے برابر دیتے رہے یہاں تک کہ آخر میرے دل میں سب سے زیادہ آپ کی محبت ہوگئی۔ (اسی لئے آنحضرت نے فرمایا بھی ہے۔ کہ اے مسلمانو آپس میں تحفے دیتے رہا کرو۔ تاکہ محبت بڑھے)

لو تم بھی مجھے مار لو

عبداللہؓ ایک صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرتؐ کو حجۃ الوداع کے دن اونٹ پر سوار دیکھا۔ میں بڑھتا بڑھتا آپؐ کے پاس پہونچا۔ اور محبت کے مارے آپؐ کے پیروں سے لپٹ گیا۔ آپؐ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کوڑا تھا۔ اتفاقاً وُہ مجھے لگ گیا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ مجھے اس چوٹ کا قصاص (بدلہ) ملنا چاہیئے آنحضرتؐ نے فوراً وہ کوڑا مجھے دے دیا تھا۔ اور فرمایا۔ کہ لو تم بھی مجھے مار لو۔ میں نے آپ کی پنڈلی اور قدموں کو بوسہ دیا۔ اور آنکھوں سے لگایا۔ اور اس طرح سے اپنا بدلہ لے لیا۔

حیوانوں پر آپؐ کا رحم

آنحضرتؐ نے زندہ جانور کے بدن میں سے گوشت کاٹ لینے کو حرام فرمایا ہے۔ اسی طرح باندھ کر کسی جانور پر نشانہ بازی کرنے کو منع کیا ہے۔ اسی طرح جانوروں کو آپس میں لڑانے کو منع فرمایا ہے۔ نیز فرمایا ہے۔ کہ گھوڑوں کی دم اور ایال نہ کاٹو۔ ایال تو ان کا محافظ ہیں۔ اور دم ان کا مورچھل جس سے مچھر مکھی وغیرہ اُڑاتے ہیں۔

خُدا تو بہت سارے تھے۔ مگر دُعا پھر بھی قبول نہ ہوتی تھی

حضرت عروہؓ صحابی نے ایک دن آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں کئی خداؤں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اور ان سے دعائیں بھی مانگا کرتے تھے۔ مگر پھر بھی ہماری دعائیں قبول نہ ہوتی تھیں۔ پھر خدا نے اپنے فضل سے حضورؐ کو ہماری طرف بھیجا۔ اور ہم کو ان سب بے برکت خداؤں سے نجات دی۔

بادشاہ دوجہاں کا ترکہ

آنحضرتؐ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی روپیہ چھوڑا۔ نہ پیسہ۔ نہ کوئی لونڈی نہ غلام۔ آپؐ کی ملکیت میں سے اس وقت صرف ایک سفید خچر تھا۔ جو باقی رہا۔ یا کچھ ہتھیار۔ ان میں سے بھی ایک زرہ ایک یہودی کے ہاں گروی پڑی تھی۔

نہ بخیل نہ جھوٹا نہ بزدل

حُنین کی جنگ سے واپسی کے وقت آنحضرتؐ مدینہ کی طرف چلے آ رہے تھے۔ کہ یکایک بہت سے گنوار بدوؤں نے آپؐ کو گھیر لیا۔ اور آپؐ سے مانگنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ایک درخت کے نیچے لے گئے۔ اور آپؐ کی چادر کھینچنے لگے۔ آپ اس وقت سوار تھے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا۔ کہ میری چادر چھوڑ دو۔ کیا تم مجھے بخیل سمجھتے ہو۔ خُدا کی قسم اگر اس جنگل کے کانٹوں کے برابر میرے پاس بکریاں ہوں۔ تو میں سب کی سب تم لوگوں کو دیدوں۔ اور تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے۔ نہ جھوٹ بولنے والا۔ نہ بُزدل۔

بیٹیوں والے کو تسلی

اوسؓ نام ایک انصاری آپؐ کے پاس ایک دفعہ حاضر ہوئے آنحضرتؐ نے ان کے چہرہ پر رنج وغم کے آثار دیکھے۔ فرمایا کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میری کئی لڑکیاں ہیں۔ ان کی وجہ سے میرا دل غمگین رہتا ہے۔ اور میں تو ان کی موت کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اوس! تم ایسی بددعا نہ کیا کرو۔ دیکھو لڑکیوں میں بھی برکت ہوتی ہے۔ یہی لڑکیاں نعمت کے وقت شکر کرنے والی مصیبت کے وقت تمہاری ہمدردی میں رونے والی اور تمہاری بیماری کے وقت تیمار داری اور خدمت کرنے والی ہوتی ہیں۔ ان کا بوجھ زمین پر ہے۔ اور ان کی روزی اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے۔ پھر تم کیوں ناحق رنج کرتے ہو۔

حضرت خبابؓ پر ظلم

یہ خبابؓ مکہ میں شروع اسلام میں آنحضرتؐ پر ایمان لے آئے تھے۔ یہ ایک عورت کے غلام تھے۔ اور لوہاری کا کام کیا کرتے تھے۔ ان کو بھی خدا کے راستہ میں سخت سخت تکلیفیں دی جاتی تھیں سب سے پہلے گھر سے باہر کے لوگ۔ جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے وُہ یہ ہیں:۔ حضرت ابوبکرؓ۔ خبابؓ۔ صہیب۔ بلال۔ عمار۔ عمار کی والدہ اور والد۔ حضرت ابوبکر کے سوا باقی یہ لوگ یا تو غلام تھے یا پیشہ ور تھے۔ اور تھے بھی اونے درجہ کے۔ اس لئے ان پر بڑے بڑے ظلم توڑے جاتے تھے۔ ان کو لوہے کی زرہیں پہنائی جاتی تھیں۔ اور چلچلاتی دھوپ میں لٹایا جاتا اور ان پر پتھر رکھے جاتے گلے میں رسیاں باندھ کر زمین پر گھسیٹا جاتا۔ لوہا گرم کرکے بدن کو داغ دئے جاتے۔ مگر یہ لوگ استقلال سے اسلام پر قائم تھے۔ حضرت خبابؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم نے تنگ آکر آنحضرتؐ سے اپنی تکلیفوں کی شکایت کی۔ آپؐ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر لیٹے تھے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ آپؐ ہمارے لئے خدا سے مدد کیوں نہیں مانگتے؟ آپؐ یہ سُن کر اُٹھ بیٹھے۔ آپؐ کا چہرہ مُبارک سُرخ ہوگیا اور فرمانے لگے۔ تم سے پہلی امتوں میں جو ایمان والے گذر چکے ہیں۔ ان کی تو یہ حالت تھی۔ کہ ایک کو پکڑ کر زمین کھود کر آدھا گاڑ دیتے تھے۔ اور پھر آرہ سے اسے لکڑی کی طرح چیر ڈالتے تھے۔ مگر وُہ اپنے دین پر قائم رہتے تھے۔ اور کسی کا گوشت لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑا جاتا تھا۔ اور وہ کنگھیاں اس کی ہڈیوں تک پہونچ جاتی تھیں۔ مگر وہ اپنے دین سے نہ پھرتے تھے۔ یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دین کو بھی یقیناً غلبہ دیگا۔ یہاں تک کہ ایک سوار عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا جائیگا۔ اور ایسا امن ہوگا۔ کہ اسے خدا کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور یہ جو بھیڑیے (انسان) تم کو نظر آتے ہیں۔ یہ بکریوں کی حفاظت کریں گے۔ مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

آنحضرت ان خباب کی دوکان پر کبھی کبھی تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اور ان سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ جب خباب کی مالکہ کو یہ خبر ملی۔ تو وُہ لوہا گرم کرکے ان کے سر پر رکھا کرتی انھوں نے آنحضرتؐ کو اپنا حال سُنایا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ خباب کی مدد کر۔ اس کا نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ خباب کی مالکہ کے سر میں ایسی مرض پیدا ہوگئی۔ کہ وہ کتوں کی طرح بھونکتی رہتی تھی۔ حکیموں نے یہ نسخہ تجویز کیا۔ کہ اس کے سر پر داغ دئے جائیں۔ چنانچہ خبابؓ ہی لوہا گرم کرکے اس کے سر کو داغ دیتے رہتے تھے۔ (یہ خدائی انتقام تھا)

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک دن ان سے پوچھا۔ کہ اے خباب سناؤ تمھیں مکہ کے کافروں سے کیا کیا تکالیف پہونچا کرتی تھیں۔ خباب بولے۔ اے امیر المومنینؓ میری پیٹھ دیکھ لو۔ حضرت عمرؓ نے دیکھکر کہا۔ کہ میں نے آجتک ایسی پیٹھ کسی کی نہیں دیکھی۔ خباب کہنے لگے۔ کہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ اور اس دہکتی آگ پر وُہ لوگ مجھے لٹا دیتے تھے اور پکڑ کر دبائے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ میری چربی پگھل کر آگ کو بجھا دیتی تھی

(اب اسے پڑھنے والے یہ حال سُنکر سچ سچ بتانا۔ کہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اسلام زبردستی اور تلوار کے زور سے پھیلا اور آنحضرتؐ لوگوں کو جبرًا مسلمان بناتے تھے آیا یہ اعتراض ٹھیک ہے؟ تم فوراً بول اٹھوگے۔ کہ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ جو شخص بھی مسلمان ہوتا تھا۔ وہ اپنے دل کی محبت اور خدا پر ایمان لاکر مسلمان ہوتا تھا۔ کیا خباب جیسے لوگ زبردستی مسلمان کئے جا سکتے تھے؟)

گھر کے کام کاج سے عار نہ تھی

ایک دفعہ بعض لوگوں نے حضرت عایشہؓ سے سوال کیا کہ آنحضرتؐ گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ ان کا شائد خیال ہوگا۔ کہ گھر میں نفل ہی پڑھتے رہتے ہونگے۔ حضرت عائشہؓ بولیں۔ کہ گھر کا کام کاج کیا کرتے تھے۔ اور کیا کرتے تھے۔ (کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے۔ دُودھ دوہ لیا کرتے تھے بازار سے سودا سلف خرید لاتے تھے۔ جُوتی پھٹ جاتی تو خود ہی گانٹھ لیا کرتے تھے۔ ڈول کو بھی سیا کرتے تھے۔ اونٹ کو باندھنا۔ چارہ دینا۔ آٹا تک گوندھ لینا۔ غرض سب کام گھر کے کرلیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ گھر میں عورتوں کو وعظ ونصیحت بیویوں کی دلداری۔ سوال کرنے والیوں کو مسئلے بتانا اور صدقہ خیرات وغیرہ کرنا۔ یہ سب کچھ ہوُا کرتا تھا)

اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے کبھی عمر بھر اپنے نفس کی خاطر کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں کوئی سزا کسی شریعت کے جرم کی ہوتی تھی۔ تو وہ دیا کرتے تھے۔

کان خلقہ القرآن

حضرت عایشہؓ سے بعض لوگوں نے سوال کیا۔ کہ آنحضرت کے اخلاق کا حال بتائیے۔ حضرت عائشہؓ بولیں۔ کہ بس اتنا یاد رکھو۔ کہ **آپؐ کا خلق قرآن تھا** (یعنی جو باتیں قرآن میں منع ہیں۔ وُہ آپؐ میں نہ تھیں اور جن کا حکم ہے۔ وُہ سب آپؐ کیا کرتے تھے)

آپؐ کی وعدہ وفائی

ایک صحابی (عبداللہ بن ابی الحماء) بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرتؐ سے آپؐ کے دعوےٰ نبوت سے پہلے ایک معاملہ خرید وفروخت کا کیا۔ اس دوران میں مَیں نے کہا۔ کہ اے محمدؐ آپ یہیں ٹھہریے۔ میں ابھی آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا مگر میں وہاں سے جاکر اس وعدہ کو بھُول گیا۔ پھر تین دن کے بعد وہاں آیا۔ تو آپؐ کو اس جگہ موجود پایا۔ آپؐ نے مجھ پر کچھ اظہار غصہ یا ناراضگی کا نہ فرمایا۔ صرف اتنا کہا۔ کہ اے جوان تم نے مجھے تکلیف دی۔ میں اس جگہ تین دن سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔

ستر پوشی

عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں جنگل میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور وہاں مِل جُلکر پاس پاس بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک دوسرے کے سامنے ننگا ہونا کوئی عیب نہ تھا۔ اور سارے جہان کی باتیں وہاں بیٹھ کر کیا کرتے تھے آنحضرتؐ نے اس رواج کو بھی بند کیا۔ اور فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ اس بات سے ناراض ہوتا ہے۔

سخت مصیبت کے وقت عہد کی پابندی

ہجرت کے ایک سال بعد ابو حذیفہ اور ابوحسل دو مسلمان مکہ سے مدینہ کی طرف آنے لگے۔ قریش نے ان کو روکا۔ مگر انھوں نے جانے پر اصرار کیا۔ آخر ان کو اس اقرار پر جانے دیا۔ کہ جنگ میں آنحضرت کا ساتھ نہ دیں۔ جب یہ لوگ روانہ ہوکر بدر کے مقام پر پہونچے۔ تو وہاں دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے تھے اور لڑائی تیار تھی۔ انھوں نے اپنا حال آنحضرتؐ کو سُنایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب تم عہد کرکے آئے ہو۔ تو بہرحال اپنا عہد پورا کرو۔ ہم لوگ عہد شکن نہیں ہیں۔ باقی رہا مدد کا سوال۔ سو ہم کو خدا کی مدد کافی ہے۔ چنانچہ یہ دونوں صحابی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے حالانکہ موقعہ ایسا نازک تھا۔ کہ دنیا کے لوگ سارے عہد وپیمان ایسے اوقات میں بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔

بہادری کا باپ (بدر)

حضرت زبیرؓ صحابی کہتے ہیں۔ کہ بدر کے دن کافروں میں ایک بہادر سردار تھا۔ اس کا نام عُبیدہ تھا۔ وہ سر سے پَیر تک لوہے میں غرق تھا۔ صرف آنکھوں کے سوراخ کھُلے تھے۔ وہ میدان میں آکر للکارا۔ اور کہا۔ ہے کوئی جو میرے مقابلہ کو نکلے۔ میں بہادری کا باپ ہوں۔ (ابو ذات الکرش) حضرت زبیرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں اس کے مقابلہ کو نِکلا۔ اور اس پر نیزہ کا وار کیا۔ اور ایسا تاک کر اس کی آنکھ میں نیزہ مارا۔ کہ دماغ میں گھُس گیا۔ اور وُہ کمبخت اسی وقت گر کر مر گیا۔ مگر میرا نیزہ اس کے سر میں اَیسا پھنسا۔ کہ میں نے بڑی مشکل سے ہلا ہلا کر اسے نکالا۔ اور نیزہ دونوں طرف سے ٹیڑھا ہوگیا پھر یہ نیزہ آنحضرتؐ نے زبیرؓ سے مانگ لیا۔ آنحضرتؐ کے بعد بطور یادگار سب خلفاء کے پاس رہا۔

مطعم بن عدی کی شکر گذاری

آنحضرتؐ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق ایک دن فرمایا۔ اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا۔ اور ان کم بختوں کی سفارش کرتا۔ تو میں اس کے کہنے سے سب کو چھوڑ دیتا۔

(یہ مطعم وہ شخص تھا۔ جو آنحضرتؐ کو طائف سے واپسی کے وقت اپنی پناہ میں مکہ کے اندر لایا تھا)

مسئلہ شفاعت اور ہمارا شفیع

نجات ایک فطرتی تقاضا ہے۔ ہر مذہب نے نجات کو پیش کیا ہے۔ حصول نجات کے مختلف ذرائع میں سے ایک ذریعہ شفاعت بھی ہے۔ مذاہب کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ شفاعت کا اعتقاد عالمگیر ہے۔ مشرکین۔ بت پرست۔ یہود اور نصاریٰ سب شفاعت کے قائل ہیں۔ اور اسلام بھی شفاعت کا اقراری ہے۔ اگرچہ اسلام کی بیان کردہ شفاعت دیگر مذاہب کی شفاعت سے نوعیت میں مختلف ہے۔ اور وہی حقیقی شفاعت ہے۔ مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے جہاں اس باب میں انتہائی غلو سے کام لیا۔ وہاں آریہ اور مسلمانوں میں سے کہلانے والے اہل قرآن اس کے سرے سے ہی منکر ہو بیٹھے۔ مگر اسلام کی تعلیم دربارۂ شفاعت ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک ہے۔ نہ وہ انسان کو گناہوں پر بے باک بناتی ہے۔ اور نہ اسے مایوس بنا کر ورطۂ حیرت میں ڈالتی ہی۔ اسلامی شفاعت پر جس قدر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہ سب اس کی حقیقت سے ناواقفیت سے پیدا ہوتے ہیں

شفاعت کے معنی

عربی زبان کے لحاظ سے شفاعت کے تین معنے ہو سکتے ہیں:۔

(۱) طلب اعانت۔ شَفَعَ لَہٗ اِلیٰ زیدٍ۔ طَلَبَ من زیدٍ ان یعاونہٗ (۲) کامیابی کے لئے کوشش یشفع لفلانٍ فی المطلب۔ سَعیٰ لہٗ۔ (۳) اپنی مثل کو ساتھ ملانا۔ بان یُضیفَ الیہ مثلہٗ (المنجد صفحہ ۲۵۹)

اب نبی کی شفاعت کا مفہوم واضح ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے مومنوں کی مدد اور ان کی کامیابی کے لئے خاص دعا کرینگے یا جو ان کے رنگ میں رنگین ہوگا۔ اسے اپنے ساتھ ملا لینگے کیا عقلاً یہ عقیدہ قابل اعتراض ہے؟

اسلامی شفاعت

عقلی طور پر شفاعت کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) شفاعۃ بالغلبۃ۔ جیسے کوئی بڑا افسر اپنے ماتحت کے نام سفارشی خط لکھدے (۲) شفاعۃ بالمساواۃ۔ جیسے انسان اپنے ہم مرتبہ آدمی کے پاس کسی کی سفارش کرے یہ سفارش بھی انسانی ضروریات کے ماتحت بسا اوقات منظور کرنی پڑتی ہے۔ (۳) شفاعۃ بالعلم جیسے ایک بادشاہ سے کسی محتاج امداد کی اپنے ذاتی علم کی بنا پر سفارش کرنا کیونکہ بادشاہ عالم الغیب نہیں۔ (۴) شفاعۃ لاظہار الاحترام۔ جیسے انسان اپنے کسی پیارے کی سفارش پر کام کردے۔ حالانکہ وہ اس سے چھوٹا اور کم علم ہو۔

ان ہر چہار اقسام شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ من علمہٖ الا بما شاء وسع کرسیّہُ السمٰوات والارض ولا یؤدہٗ حفظھما وھو العلیّ العظیم (بقرہ ع ۳۴)

ترجمہ۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس بجز اس کی اجازت کے شفاعت کرے۔ وہ جانتا ہے۔ ان کے تمام حالات کو اور لوگوں کو اس کے علم سے اتنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جتنا وہ چاہے۔ اس کی حکومت آسمان و زمین پر حاوی ہے۔ اور وہ ان کے نظام سے عاجز نہیں۔ کیونکہ وہ اس سے بلند و بزرگ ہے۔

گویا بتلا دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے علم میں کوئی زیادہ نہیں اس لئے وہاں شفاعۃ بالعلم ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت سب پر حاوی ہے۔ کوئی اس سے بڑا نہیں۔ ہذا شفاعۃ بالغلبۃ محال ہے۔ وہ اپنے کاموں میں عاجز نہیں۔ کہ کوئی اس کا مساوی یا مددگار ہو۔ اس لئے شفاعۃ بالمساواۃ باطل ہے۔ پس یہ تینوں اقسام ناجائز ہیں۔ ہاں شفاعۃ بالاذن (شفاعۃ لاظہار الاحترام) جائز ہے۔

شفاعت کے شرائط

اور اس کے لئے حسب ذیل شرائط ہیں اول۔ شفاعت کنندہ مجاز قرار دیا جائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے اجازت دے۔

دوم۔ جن کے متعلق اذن الٰہی ہوگا۔ ان کی ہی شفاعت ہو سکیگی وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِنْ خَشْیَتِہٖ مشفقون (انبیاء ع ۲) مرسلین صرف انکی شفاعت کر سکیں گے۔ جن کے متعلق ارادہ الٰہی ہوگا۔

سوم۔ ظالموں۔ سرکشوں اور نافرمانوں کی شفاعت نہ ہوگی ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یُطاع (المومن ع ۲)

چہارم۔ مومنوں کی شفاعت ہوگی۔ فرمایا۔ واٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً واٰخر سیّئاً عسی اللہ ان یتوب علیھم (توبہ رکوع ۱۳) جو لوگ اپنے گناہوں پر پشیمان ہیں۔ اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں۔ مگر کچھ برے بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائیگا۔

ان شرائط سے ظاہر ہے کہ ان نیکوکاروں کے متعلق شفاعت ہوگی۔ جن سے اعمال کی تگ و دو میں گناہ سرزد ہو گئے ہیں۔ اور جن کے متعلق مشیت الٰہی عفو کا فیصلہ کر چکی ہے۔ مگر اس عفو کا اجراء کسی محبوب بندے کی شفاعت پر ہوگا۔ تا کہ اس کی عزت و احترام کا اظہار ہو۔ کیا اس شفاعت پر کوئی عقلی اعتراض پڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

شفاعت اور مشرکین

شرک کی بنیاد وہی شفاعت پر ہے مشرک لوگ معبودان باطلہ کو اپنا شفیع سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید مشرکین کے متعلق فرماتا ہے۔ ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السمٰوات ولا فی الارض سبحانہٗ وتعالیٰ عما یشرکون (یونس ع ۲) کہ وہ اپنے بتوں اور خودساختہ معبودوں کو شفیع قرار دیتے ہیں۔ اور اسی طمع میں ان کی عبادت کرتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال باطل ہے۔ کوئی بت وغیرہ شفاعت نہ کر سکیگے۔ فرمایا۔ ولم یکن لھم من شرکائھم شفعاء وکانوا بشرکائھم کافرین (الروم ع ۲) کہ بوقت مصیبت ان کے شریک شفیع نہ بنیگے۔ اور یہ خود ان سے منکر ہو جائینگے۔ پھر فرمایا۔ وما نریٰ معکم شفعاءکم الذین زعمتم انھم فیکم شرکاء لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون (انعام ع ۱۱) ہم آج تمہارے ساختہ ان شفاعت کنندوں کو نہیں دیکھتے۔ جن کو تم شریک باری سمجھتے تھے۔ آج تمہارے تعلقات کٹ گئے اور تم سے وہ شفیع ضائع ہو گئے۔

ان آیات اور ایسی ہی دوسری متعدد آیات میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی خودساختہ معبود شفاعت نہیں کر سکتا۔

شفاعت اور کفارہ

عیسائیت نے مسئلہ شفاعت کو بگاڑ کر کفارہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔ شفاعت میں گنہگار کے گناہ شفاعت کنندہ پر نہیں ڈالے جاتے۔ بلکہ بالکل معاف کر دئے جاتے ہیں لیکن کفارہ میں گناہوں کا بوجھ اور ان کی سزا کفارہ ہونے والے پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اس (یسوع) نے آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن میں لکڑی پر اٹھا لیا" (۱۔ پطرس ۲)

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا" (گلتیوں ۳)۔ شفاعت اور کفارہ میں یہ فرق نمایاں ہے۔ اسلام نے اس قسم شفاعت (کفارہ) کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"ولا تزر وازرۃ وزر اخری وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیٔ ولو کان ذا قربیٰ (فاطر ع ۳) کہ کوئی جان کسی دوسری کا گناہ نہیں اٹھا سکتی۔ اگرچہ گناہگار جان اپنے رشتہ داروں کو بھی بلائے"۔ پھر فرمایا۔ "وما ھم بحاملین من خطایاھم من شیٔ (عنکبوت ع ۱) کوئی انسان بھی دوسروں کی خطاؤں کو نہیں اٹھا سکتا"

پس یہ غلط ہے۔ کہ مسیح یا کوئی اور ہمارے گناہوں کے بدلہ "لعنتی" بن گیا ہے۔ (العیاذ باللہ) کیونکہ یہ طریق جس طرح رحم خداوندی کے خلاف ہے۔ ویسے ہی عدل الٰہی کے بھی منافی۔ کریں لوگ اور بھریں مسیح۔ ع۔ اینچہ بوالعجبی است۔

شفاعت اور یہود

یہود بھی شفاعت کے قائل ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے۔ کہ ہم چونکہ نبیوں کی اولاد ہیں۔ اس لئے خواہ کچھ ہی کرتے چلے جائیں۔ ہم مستحق شفاعت ہیں۔ قرآن مجید نے ان کا قول "نحن ابناء اللہ واحباءہٗ" (ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔) نقل کر کے فرمایا ہے۔ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق (المائدہ ع ۳) کہ اگر یہ سچ ہے۔ تو پھر تم اپنے گناہوں کی سزا کیوں پا رہے ہو۔ پھر ایک دوسرے مقام پر ان کے دعویٰ "لن تمسنا النار الا ایاماً معدودۃ" (ہمیں آگ نہیں چھوئیگی مگر چند دن) کی تردید میں فرمایا۔ قل اتخذتم عند اللہ عھداً فلن یخلف اللہ عھدہٗ (بقرہ ع ۹) کیا تم نے اس بارہ میں اللہ تعالیٰ سے

مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف

غیر مبایع اصحاب اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کو ان کے بہت بڑے دینی کارنامہ کے طور پر پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور اس بات کو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو قرآن کریم کا بزبان انگریزی ترجمہ کرنیکی توفیق ملنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ مولوی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اور یہ ترجمہ دراصل حضرت مسیح موعودؑ کا ہی کام ہے۔ جو خدا نے مولوی محمد علی صاحب سے کرایا۔ چنانچہ پیغام صلح ۱۴ر ستمبر میں لکھا گیا :-

"جو شاندار توقعات آپ (حضرت مسیح موعود) کو حضرت مولانا کی ذات سے تھیں۔ احمدی قوم کا بچہ بچہ ان سے بخوبی واقف ہے۔ یہ توقعات صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل سے ہی پیدا نہ ہوئی تھیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب الہٰی کو حضرت مولانا سے خاص خدمات لینی منظور تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو اس بارہ میں وقتاً فوقتاً رویا و الہامات بھی ہوتے تھے"

اسی طرح پیغام صلح ۲۳ر نومبر میں بھی اس ترجمہ کا ذکر نہایت فخر و مباہات سے کیا گیا ہے۔ اور اسے اپنی صداقت اور حضرت مسیح موعودؑ سے موانست و موافقت کے طور پر بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم احباب کی آگاہی کے لئے چند ایک حوالے پیش کر کے یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ترجمۃ القرآن جس کی غیر مبایعین دن رات اس طرح تشہیر کرتے رہتے ہیں۔ اور جسے حضرت مسیح موعودؑ سے اپنے تعلق کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالےٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کر دیا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۵۰)

یہ الفاظ بالکل صاف اور واضح ہیں۔ اور ان سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو واقعی آگ میں ڈالا گیا تھا۔ لیکن اس آگ کو خدا تعالیٰ نے سرد کر دیا :-

مگر مولوی محمد علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

This verse shows that the fire was only a "Kaid" or a hard struggle" against him and was of opposition to him.

یعنی یہ آگ صرف سخت مقابلہ یا مخالفت کی جنگ کا ہی نام ہے

ترجمۃ القرآن ص۶۵۲ نوٹ ۱۶۴۱

The fire may only stand for opposition which these had aus involued

یعنی آگ سے مراد صرف وہ مخالفت ہی ہو سکتی ہے۔ جو ان کی تدابیر میں مدنظر تھی۔ ترجمۃ القرآن ص۶۷۹ نوٹ نمبر ۱۹۱

This makes it further clear that this deliverance from fire was brought about by his flight to another country.

اس سے یہ امر اور بھی واضح ہو گیا۔ کہ آگ سے نجات دوسرے ملک میں بھاگ جانے سے ہوئی۔ ترجمۃ القرآن ص۶۷۹ نوٹ نمبر ۱۹۱

۲۔ اور دیکھئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :-

خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں۔ کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا۔

مسیح ہندوستان میں ص۱۴

لیکن مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

The Quran does not any where state that Jonah was devoured by the fish.

یعنی قرآن کریم سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ ترجمۃ القرآن صفحہ ۸۷۴ نوٹ نمبر ۲۱۲۳

۳۔ اور سنئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان ہے۔

"۷ر اپریل۔ انا آتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک کے معنے ایک شخص نے پوچھے۔ تو فرمایا۔ ایک پل میں عرش بلقیس کے آجانے میں استبعاد کیا ہے۔ اصل میں ایسے اعتراض ان لوگوں کے دلوں میں اٹھتے ہیں۔ اور وہی ایسی باتوں کی تاویل کرنے پر دوڑتے ہیں۔ جن کا خدا تعالےٰ کی قوتوں پر پورا پورا یقین نہیں ہوتا۔ ہم تو یہی جانتے ہیں۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔ ایک واقعہ کا انکار صرف اپنے جیسوں کے ناقص تجربہ کی بناء پر نہایت بری بات ہے۔" بدر ۱۹ر اپریل ۱۹۰۶ء ص۳

لیکن حضرت مسیح موعودؑ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے اور اپنے آپ کو ان کا سچا جانشین قرار دینے والے مولوی محمد علی صاحب کا فیصلہ ہے۔ کہ

Arsha-ha signifies a throne for here being the throne that was prepared for her by Solomon not her own throne in Sheba.

یعنی عرشہا سے مراد اس کے لئے وہ تخت ہے۔ جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے لئے تیار کروایا تھا۔ اس کا (ملکہ بلقیس) اپنا تخت جو شیبا میں تھا۔ وہ مراد نہیں۔

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق مواہب الرحمٰن کے ص۷۰ پر لکھا ہے۔

"و از جملہ عقائد ما ست کہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام بطریق خرق عادت متولد شدہ اند۔ و دریں ولادت ہیچ استبعاد نیست"

مولوی محمد علی کا دعوےٰ ہے۔ کہ

In fact Jesus's answer clearly shows that he was addressing the people after he has been entreated with the mission of prophethood, and he does not say a word about this having been born without the agency of a male parent.

یعنی یسوع مسیح کے یہ الفاظ صاف طور پر بتاتے ہیں۔ کہ وہ مقام نبوت پر کھڑا ہونے کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی ولادت بغیر باپ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔

ترجمۃ القرآن ص۶۱۵ نوٹ نمبر ۱۵۴۵

اسی طرح نوٹ نمبر ۱۵۴۶ میں بھی یوسف کو حضرت مسیح کا باپ قرار دیا ہے۔

کیا حضرت مسیح موعود سے اس قدر مخالفت کے باوجود غیر مبایعین کا یہ دعوےٰ کہ وہ سلسلہ احمدیہ کے سچے خادم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل متبعین ہیں۔ مبنی بر صداقت سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا سے مُردہ زندہ ہوگیا

میرا چھوٹا بھائی عبد القادر جان ممباسہ آیا ہوا تھا۔ ۹ انچ لمبی پچکاری اس کے پیٹ میں چلی گئی۔ جو کہ کسی طرح سے ڈاکٹر صاحبان باہر نہ نکال سکے۔ اپریشن اس لئے نہ کرتے تھے۔ کہ وہ اس کیلئے مہلک تھا۔ ممباسہ سول ہسپتال کا تمام عملہ حیران تھا۔ کہ اب کیا کیا جائے۔ کیونکہ اگر پچکاری پیٹ کے اندر رہتی ہے تو زندہ رہنا مشکل ہے۔ اور اگر اپریشن کیا جائے تو بھی زندگی کی امید نہیں۔ اس لئے سول سرجن صاحب نے اپریشن سے انکار کر دیا۔ لیکن میرے بھائی کے بار بار کہنے سے اس نے مان لیا۔ آخر کار سول سرجن صاحب نے نہایت ہی کامیابی کیساتھ ڈبل اپریشن کیا اور پچکاری پیٹ سے باہر نکالا۔ مجھے نیروبی تار دی گئی۔ کہ تمہارا بھائی قریب المرگ ہے۔ جب میں ہسپتال پہنچا۔ تو میں نے اپنے بھائی کی حالت کو خطرناک پایا۔ مجھے فوراً دعا کیلئے تحریک ہوئی۔ اور میں اسی وقت ڈاکخانہ گیا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں تار برائے دعا روانہ کی۔ اس کے بعد میں ہسپتال میں آیا۔ اور اپنے بھائی سے کہا۔ کہ تار قادیان برائے دعا روانہ کر دیا ہے۔

اولاد حاصل کرنے کی
حیرت انگیز دوائی

اگر آپ صحیح اور تندرست اولاد حاصل کرنے کے واقعی خواہش مند ہیں تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ فضول اور نقصان دہ دواؤں کو خرید کر برباد نہ کریں۔ صرف

حب اولاد

کا استعمال گھر میں شروع کرا دیں۔ جس کا پہلی ہی دفعہ کا استعمال انشاء اللہ آپ کو یقیناً بامراد کر دے گا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

قیمت حب اولاد صرف پانچ روپے (صہ)

آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو پوشیدہ رکھے جائیں گے:

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

اعلان

۴ کنال اراضی مشہورہ متصل مسجد نور کچھ ٹکڑے بک چکے ہیں کچھ درخواستیں بھی موصول ہوئی ہیں۔ قیمت پہلے بھیجنے والے کو ترجیح دی جائیگی:

محمد عبداللہ خاں آف مالیر کوٹلہ

"خوشخبری بواسیر"

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ میں یہ خوشخبری ان اصحاب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لا علاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی مرض بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو اصحاب علاج کرانا چاہیں۔ جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کر کے پوری تحقیقات کریں:

نوٹ: فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

المشتہر
حکیم لقا محمد احمدی موضع برسیاں
ڈاکخانہ راہوں ضلع جالندھر

عرق نور

یہ عرق سریع التاثیر کثیر الفوائد ارزاں قیمت آپ کو کیا فائدہ دیگا۔ اگر امراض جگر یا تلی میں مبتلا ہیں۔ یا آپ گرم مزاج ہو گئے ہیں۔ یا آنکھیں زرد۔ بدن پھیکا پڑ گیا ہے۔ یا خون کی کمی سے آپ کمزور ناتوان ہو گئے ہیں۔ یا بسبب کسی مرض کے جوڑوں میں درد ہے۔ یا جسم پھول گیا ہے۔ سانس چڑھ جاتا ہے۔ یہ عرق آپ کو چند روز میں توانا کر دیگا مصفی خون اعلیٰ ہے جسم میں خون پیدا کر کے آپ کو سرخ رنگ بنا دیگا۔ ہزاروں مریض اچھے ہوئے ہیں۔ جو بہ سبب امراض جگر مایوس ہو گئے تھے۔ مستورات کے لئے بانجھ پن کی یہ ایک ہی دوائی ہے اس کے استعمال سے ماہواری خرابی دور ہو کر قابل تولید بچہ دانی ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ ایام استعمال میں پرہیز کوئی نہیں۔ جو چاہیں کام کریں۔ باوجود ان فوائد کے قیمت صرف ایک روپیہ (عہ) ایک بوتل میں ۲۰ خوراک ہوں گی۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار رہیگا۔ یہ خشک دوائی روانہ کی جائیگی۔ یہ چار ترکیب استعمال ساتھ ہوگا

۲۔ **مرض بواسیر خونی** بعدہ سہ ہفتہ عشرہ میں آرام ہو جاتا ہے۔ مسہ خود نکل جاتے ہیں یا مریض خود نکال سکتے ہیں۔ مسہ نکالنے میں نہ خون نکلیگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ قیمت تین روپے (سے)

۳۔ **عرق اسراری جمید یہ** اس سے درد شقیقہ ایک منٹ میں جاتا رہتا ہے۔ پھر ۱۴ سال تک نہیں ہوتا۔ خورد شیشی ایک اونس ایک روپیہ (عہ)

۴۔ **عرق حیرت انگیز رشید یہ:** شیر خوار بچوں کی مرگی ایک خوراک سے جاتی رہتی ہے۔ پھر عود نہیں کرتی۔ (عہ)

۵۔ **عرق پر اسرار** اس سے درد عصابہ ایک منٹ میں دور ہو جاتا ہے۔ گرچہ روز متواتر استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

دوا ایسا ہی ماثل **سفوف عزیزہ** تریاق افیون خواہ کسی نے خودکشی کے لئے کھائی ہو۔ یا کسی نے کھلا دی ہو۔ مریض قریب المرگ ہونے لگا ہو اس کی زندگی میں اگر ۲۰ منٹ باقی ہیں۔ تو اس سفوف کے اندر جانے سے ۱۰ منٹ میں ہوش آ جائیگا:

یہ سفوف ہرگز نہیں خراب ہوتا۔ قیمت دو چھٹانک پانچ روپے (صہ) دمہ کے مریض اور بواسیر کے مریض یہاں آئیں۔ تو انشاء اللہ ان ہی ایام میں اچھے ہو کر واپس ہو جائیں گے۔ قیمت چار روپے (للعہ)

المشتہر
ڈاکٹر نور بخش پنشنر گورنمنٹ انڈیا اینڈ افریقہ
قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

اجلاس تحصیلدار صاحب واسسٹنٹ کلکٹر درجہ سوئم جہلم

لہراشاہ ولد جوالا شاہ بذریعہ شاملاس مختار عام بسپر نور ساکن پدہری تحصیل جہلم مدعی

بنام

سیدن ولد جان قوم کمہار ساکن ڈھوک جھیٹین واخلی پدہری مدعا علیہ

دعوے دلا پانے باہمہ بابت پیداوار حصہ بوری ربیع ۱۹۲۷ء تا خریف ۱۹۲۷ء قیمت اراضی ۱۲ واقعہ رقبہ ڈھوک جھیٹن داخلی پدہری

مقدمہ عنوان مدعی مدعا علیہ کا صحیح پتہ نہیں بتا سکتا ہے۔ اور سمن مدعا علیہ کے کشادہ دروازہ پر چسپاں ہو چکے ہیں۔ مگر مدعا علیہ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ اس واسطے اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۹ء کو حاضر عدالت ہو جاوے۔ اگر حاضر نہ ہوگا۔ تو اس کی عدم حاضری میں کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

دستخط بخط انگریزی
چوہدری صادق علی صاحب تحصیلدار واسسٹنٹ کلکٹر درجہ سوئم جہلم

مہر عدالت

۱۱ دسمبر ۱۹۲۸ء

آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی کی کارروائی

یکم جنوری ۱۹۲۹ء آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا کھلا اجلاس ۴ بجے شروع ہوا۔ پنڈال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ ہز ہائینس سر آغا خاں صدر کانفرنس کے علاوہ سر ابراہیم رحمت اللہ۔ سر محمد شفیع۔ سر محمد اقبال۔ سر ذوالفقار علی خاں۔ مولوی شفیع داؤدی۔ سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون۔ نواب محمد اسمٰعیل خاں۔ نواب محمد یوسف۔ مسٹر محمود سہروردی۔ سید رضا علی۔ صاحبزادہ سلطان احمد۔ ڈاکٹر ضیاءالدین۔ مولانا حسرت موہانی۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں۔ مفتی محمد صادق صاحب آف قادیان۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ ایم ایل سی پنجاب۔ خان بہادر حافظ ہدایت حسین۔ مولانا کفایت اللہ۔ مولانا محمد عرفان۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ صوبہ جات متحدہ۔ پنجاب۔ بنگال۔ بمبئی۔ بہار۔ آسام۔ صوبجات متوسط اور بالخصوص پہلے دو صوبوں کے ممبران مجالس مقننہ وغیرہ شریک تھے۔ سب سے پہلے سر ابراہیم رحمت اللہ صاحب نے اعلان کیا کہ ہز ہائینس سر آغا خاں صاحب صدر کانفرنس نے دو ہزار روپیہ غریب مسلمانوں کی امداد کیلئے مرحمت فرمائے ہیں۔ بعد ازاں سر محمد شفیع نے ایک پرجوش تقریر کے ساتھ کانفرنس کا اصل ریزولیوشن پیش کیا۔ جو یہ ہے:-

ہندوستان کی عظیم الشان وسعت نسلوں اور زبانوں کی بوقلمونی انتظامی و جغرافیائی و متفرق صفاتی تقسیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے جبکہ ہندوستان کے حالات کے مناسب ایسی فیڈرل نظام حکومت ہی موزوں ہے۔ جس میں حلقہ دار ریاستوں کو کامل اندرونی آزادی اور باقیماندہ اختیارات حاصل ہوں اور مرکزی حکومت کی نگرانی میں عام مفاد کے صرف وہ معاملات ہوں۔ جو کہ دستور اساسی کے ذریعہ اس کو خاص طور پر تفویض کئے گئے ہوں کسی مسودہ قانون کے متعلق قرارداد تحریک یا ترمیم جس کا کسی جماعت پر ہندو ہو یا مسلمان اثر پڑتا ہو۔ اور اس جماعت کے ارکان کی ¾ اکثریت اس مجلس وضع قوانین میں اس کے مباحثہ یا اس قسم کے مسودہ قانون کے منظور کرنے کی مخالف ہو۔ مسودہ قانون کسی مرکزی یا صوبجاتی مجلس وضع قوانین میں پیش نہ کیا جائے۔ نہ اس پر بحث و مباحثہ ہو۔ اس وقت ملک کا قانون یہ ہے کہ مسلمانوں کو مختلف ہندوستانی مجالس وضع قوانین میں جداگانہ انتخاب کے ذریعہ اپنے نمائندے بھیجنے کا حق حاصل ہے مسلمان اپنے اس حق سے اپنی رضامندی کے بغیر محروم نہیں کئے جا سکتے ملک میں ایک حقیقی جمہوری حکومت کو متشکل و برپا کرنے کے لئے ہندوستان کے موجودہ حالات میں۔ اور جب تک کہ یہ حالات بدستور قائم رہیں۔ مختلف مجالس وضع قوانین اور دیگر حکومت خود اختیاری کے آئینی اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی اپنے خاص جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے ذریعہ ضروری ہے۔ جب تک مسلمانوں کو یہ اطمینان نہ ہو جائے۔ کہ دستور اساسی میں ان کے حقوق و مفاد کا کافی تحفظ ہو گیا ہے۔ مسلمان کسی طرح پر مخلوط حلقہ ہائے انتخاب کے قیام پر خواہ وہ مشروط ہوں یا غیر مشروط رضامند نہ ہوں گے۔ مختلف مجالس وضع قوانین اور دیگر حکومت خود اختیاری کے آئینی ادارات میں مسلمانوں کی نیابت اس اصول پر مبنی ہو۔ کہ مسلم اکثریت ان صوبجات میں جہاں مسلمانوں کی آبادی اکثریت میں ہو کسی طور اثر نہ پڑے گا۔ اور جن صوبجات میں مسلمان اقلیت رکھتے ہوں۔ ان کی نمائندگی کسی صورت میں اس نمائندگی سے کم نہ ہوگی۔ جو ان کو موجودہ قانون کے ماتحت حاصل ہے۔ مسلمانوں کو مرکزی مجلس وضع قوانین میں ۳۳ ½ فی صدی نمائندگی کا حق ہونا چاہیئے۔ اور یہ کانفرنس اس مطالبہ کو کلی طور پر منظور کرتی ہے۔

صوبہ سندھ کی علیحدگی۔ صوبہ سندھ باقی احاطہ بمبئی سے کسی طرح کا الحاق نہیں رکھتا۔ اور ایک جداگانہ صوبہ کی حیثیت سے جو اپنی جداگانہ مجلس وضع قوانین و مجلس انتظامیہ اسی طریقہ پر رکھتا ہو۔ جیسا کہ دیگر صوبجات ہند رکھتے ہیں۔ اس کا علیحدہ نظام حکومت ضروری ہے۔

صوبہ سرحدی و بلوچستان۔ صوبہ شمالی مغربی سرحد اور بلوچستان میں فوراً اصلاحات اسی طریق پر جس پر کہ دیگر صوبجات میں اصلاحات منظور کی گئی ہیں۔ نہ صرف ان صوبجات کے مفاد کیلئے بلکہ تمام ہندوستان کے آئینی ارتقا کے لئے ضروری ہے۔

سرکاری ملازمتیں۔ ہندوستانی نظام حکومت کے مفاد کیلئے ضروری ہے کہ حکومت کے تمام محکموں اور حکومت خود اختیاری تمام آئینی ادارات میں معیار قابلیت کا مناسب لحاظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو دیگر ہندوستانیوں کے ساتھ ساتھ کافی حصہ دینے کے متعلق دستور میں قرارداد رکھی جائے۔

مذہبی و معاشرتی حقوق۔ یہ ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کے دستور میں اسلامی تمدن۔ کے تحفظ زبان مسلمانوں کی تعلیم۔ مذہب شخصی قانون اور مسلم خیراتی ادارات اور امدادی عطیات میں واجبی حصہ کا کافی تحفظ ضروری ہے۔ ہندوستانی دستور کے جاری ہونے کے بعد بجز اس صورت کے کہ ہندوستانی فیڈرل حکومت کی تمام ریاستیں متفق ہوں۔ مرکزی حکومت اس دستور میں کوئی تبدیلی نہ کر سکے گی۔ یہ کانفرنس پر زور طریقہ پر اعلان کرتی ہے۔ کہ دستور خواہ وہ کسی نے تجویز یا مرتب کیا ہو۔ مسلمانان ہند کے لئے اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ ان اصولوں کی تصدیق نہ کرتا ہو۔ جو اس قرارداد میں درج کئے گئے ہیں۔

سر محمد شفیع کے بعد مسٹر اے کے غزنوی نے انگریزی میں تائید کی اور ان کے بعد مولوی شفیع داؤدی نے ایک پرجوش تقریر کی۔ ان کے بعد سر اقبال نے تقریر کی۔ بعد ازاں مسٹر شرف الدین ایم۔ ایل۔ سی (سی۔ پی) نے تقریر کی۔ پھر خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب ایم۔ ایل۔ سی کانپور نے تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی نے تقریر کی۔ اس کے بعد مسٹر عبدالعزیز پشاوری نے ریزولیوشن کی تائید کی۔ اور پھر ڈاکٹر شفاعت احمد خاں نے تائید کی۔ ان کے بعد داؤد صالح بھائی نے بھی تائید کی۔ پھر حاجی عبداللہ ہارون صاحب ایم ایل اے نے ایک پرجوش تقریر کی۔ پھر مولوی عبدالماجد بدایونی مولوی کفایت اللہ۔ مولوی آزاد سبحانی اور مولوی محمد علی نے تقریریں کیں۔ مولانا محمد علی نے کہا۔ ہندو ہم کو ایک مکھی کی حیثیت میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس مکھی کی حیثیت میں جو کھانے پر آکر بیٹھ جاتی ہے۔ اور خراب کر دیتی ہے۔ ہم مکھی بننا منظور کرتے ہیں۔ لیکن شہد کی مکھی بننا چاہتے ہیں۔ تاکہ شہد تیار کر کے ہندوؤں کو فائدہ پہنچائیں لیکن اس کے ساتھ ہی اگر کوئی ہمیں ستانا چاہے اور ہمارے چھتے کو چھیڑنا چاہے تو ڈنک سے مزا چکھا دیا جائے۔ میں نے کسی ملک میں اور کسی جگہ یہ نہیں سنا کہ یہودی چائے۔ عیسائی روٹی اور مسلمان پانی۔ لیکن جب میں ہندوستان جنت نشان میں داخل ہوا تو کراچی میں میرے کانوں میں آواز آئی۔ کہ ہندو چائے۔ مسلمان پانی۔ یہ نہایت افسوسناک ذہنیت ہے۔ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جس قوم کے افراد ایک جگہ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتے۔ ایک برتن سے پانی نہیں پی سکتے۔ ان کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ وہ ہم پر فرقہ پرستی کا الزام لگائیں۔ اس ذہنیت کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ مولانا محمد علی صاحب کی تقریر ختم کرنے کے بعد قرارداد بڑی دھوم دھام سے منظور ہوئی۔ ہز ہائینس سر آغا خاں نے مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب اور سر امام علی کی وفات پر اظہار غم کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ چونکہ ہز ہائینس کو اسی وقت بمبئی جانا تھا۔ اس لئے وہ سر ابراہیم رحمت اللہ کو قائم مقام صدر بنا کر تشریف لے گئے۔ مولانا شوکت علی نے اہل دہلی اور حاضرین کی طرف سے ہز ہائینس کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسلمانوں کو صنعت و حرفت سکھانے اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنے کے لئے ایک ریزولیوشن پیش کیا۔ جو منظور ہوا۔ بعد ازاں اجلاس برخاست ہو گیا۔

کنونشن کی ناکامی کا اعتراف

کلکتہ یکم جنوری۔ گاندھی جی نے کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہم مسلمانوں کے سوال کا حل کرنے اور جملہ جماعتوں کو مطمئن کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ میرا یہ ذاتی خیال ہے۔ کہ سکھوں سے انصاف نہیں کیا گیا۔ فی الحقیقت یہ سوال گوردوارہ ضوابط کا ہے۔ اگر مسلمان فرقہ وار مسائل کے متعلق کنونشن میں اڑ جاتے تو ہمیں ایک اور کمیٹی مقرر کرنا پڑتی۔ لیکن نہرو کمیٹی کو بھی یہ انتہائی کوشش کرنا چاہیئے۔

(زعبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع ہوا)